عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ
جون ۲۰۰۰ء

شمارہ ۳ ◇ جلد ۴/۳۷

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا سانحہ شہادت

زبان کی حفاظت

اقوام متحدہ میں قادیانیوں کا اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ

انسانِ کاملؐ کا خلقِ عظیم

خطبات و ارشادات حضرت جالندھری

آزادیٔ ضمیر اور قادیانیت

قادیانیوں کا محمد مصطفیؐ سے کیا تعلق؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بیاد

مجاہد ختم نبوۃ

حضرت تاج محمودؒ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 3 جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ	۱۰ روپے
سالانہ	۱۰۰ روپے
بیرون ملک	۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

[illegible]

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان

Ph.: 061-514122 Fax: 061-542277

ناشر صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کا سانحہ	اداریہ	3
پنجاب میں عیسائی ریاست کا قیام	ادارہ	8
قانون تحفظ ناموس رسالت کے مسئلہ پر ہڑتال	ادارہ	11
اقبال کے خطوط میں تحریف	ادارہ	12
انسان کامل ﷺ کا خلق عظیم	مولانا مرتضی حسنؒ	14
سیدنا زبیرؓ طلحہؓ علی المرتضیٰؓ	مولانا محمد حسین ناصر	17
ملفوظات وارشادات حضرت جالندھریؒ	سید شمشاد حسین	19
قادیانیوں کا اقوام متحدہ میں پراپیگنڈہ	مولانا مفتی نظام الدین شامزئی	23
آزادی ضمیر اور قادیانیت	محمد عطاء اللہ صدیقی	27
شہید ختم نبوت	حافظ محمود قاسم	35
قادیانیوں کا محمد ﷺ سے کیا تعلق؟	پروفیسر منور احمد ملک	37
زبان کی حفاظت	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مدظلہ	41
خوف خدا اور فکر آخرت	مولانا قاضی احسان احمد	44
مرزا قادیانی کا نفسیاتی تجزیہ	پروفیسر محمد شریف	48
مختصر حالات زندگی شیخ محمد عبداللہ	گل حسن گجر	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	57
تبصرہ کتب	ادارہ	62
دینی معلومات	مولانا محمد طیب	63
قادیانیت سے تائب	ادارہ	64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا سانحہ شہادت

اصل مجرموں کو بے نقاب کیا جائے!

فقیہہ العصر' دین کے ماہ درخشندہ 'علم کے نیر تاباں' پیکر عجز و نیاز' قاطع مرزائیت' معروف روحانی شخصیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو 18 مئی بروز جمعرات صبح دس بجے سر بازار و رندہ صفت دہشت گردوں نے گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر ڈالا۔

﴿انا للہ وانا الیہ راجعون۰﴾

تفصیلات کے مطابق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ گھر کے قریب نصیر آباد اپنے عقیدت مند پھل فروش کے پاس یہ بتانے کے لئے رکے کہ وہ آج واپسی پر پھل خریدیں گے۔ ان کے رکتے ہی ایک دہشت گرد نے مصافحہ کے لئے اشارہ کیا۔ مولانا موصوف نے حسب عادت مسکراتے ہوئے گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے محبت و اخوت کے دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھا دیئے۔ لیکن سفاک دہشت گرد نے جواب میں گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ مولانا کے بیٹے محمد یحیٰی اور پھل فروش مزاحمت کی کوشش میں شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت لدھیانویؒ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا کا ڈرائیور عبد الرحمٰن بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ البتہ مولانا کے صاحبزادے حافظ محمد یحیٰی کو اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی۔ حضرت لدھیانویؒ کی المناک شہادت کی خبر سنتے ہی پورے کراچی میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ مشتعل مظاہرین نے بینک 'گاڑیاں' کئی دوکانیں اور دو چوکیاں تباہ کر دیں۔ مختلف مقامات پر فائرنگ کے واقعات ہوئے۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی دوکانیں بند ہونا شروع ہو گئیں۔ فوج کی آمد کے باوجود ہڑتال ہوئی۔ کور کمانڈر سندھ 'لیفٹیننٹ جنرل مظفر حسین عثمانی نے امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ صورتحال کی سنگینی کے باعث عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب‘ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور دوسرے دینی رہنماؤں نے عوام کو صبر کرنے اور پرامن رہنے کی تلقین کی۔ جس سے امن وامان کی صورتحال بہتر ہونے میں مدد ملی۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بستی عیسٰی پور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ سن ولادت محفوظ نہیں۔ غالباً گمان ہے کہ آپ کی ولادت 1932ء میں ہوئی۔ شیر خوارگی کے زمانہ میں ہی ماں کی ممتا سے محروم ہوگئے۔ مولانا مرحوم کے والد حاجی چوہدری اللہ بخشؒ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت تھے۔ نیک‘ تہجد گزار‘ متقی اور شب زندہ دار تھے۔ دیہات کے پنچایتی معاملات نمٹانے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ قریب کی بستی موضع جسوال میں والد صاحب مرحوم کے پیر بھائی حضرت قاری ولی محمد صاحب بزرگ تھے۔ مولانا لدھیانویؒ نے قرآن مجید کی تعلیم انہی سے حاصل کی۔ تیرہ برس کی عمر میں لدھیانہ کے مدرسہ محمودیہ اللہ والا میں داخل ہوئے۔ یہاں حضرت مولانا امداد اللہ صاحب حصاروی سے فارسی پڑھی۔ اگلے ہی برس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے مدرسہ انوریہ میں داخلہ لے لیا۔ مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ اور مولانا لطف اللہ شہید کے علاوہ دیگر اساتذہ سے ابتدائی عربی کی کتب پڑھیں۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے چک نمبر WB / 335 ضلع ملتان میں قیام ہوا۔ ملتان کے قریب منڈی جہانیاں میں مدرسہ رحمانیہ میں دوبارہ حصول تعلیم کا شغل اختیار کیا۔ پھر ایک سال مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاول نگر میں حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری‘ مو.نا لطف اللہ شہید اور مولانا مفتی عبداللطیف سے متوسطات کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان میں بھی زیر تعلیم رہے۔ یہاں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (بانی جامعہ خیر المدارس و خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ) حضرت مولانا عبدالشکور کامل پوری‘ مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی‘ حضرت مولانا محمد نور‘ مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ جیسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ تعلیمی فراغت کے ساتھ ہی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ کی بیعت کی تاکہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی روحانی کمالات بھی حاصل کر سکیں۔

تعلیم سے فارغ ہوئے تو مرشد کے حکم پر ضلع فیصل آباد کے نواحی گاؤں روشن والا کے مدرسہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ پھر مرشد کے ہی حکم پر دو سال بعد ضلع فیصل آباد کے قریب

ماموں کانجن میں بھیج دیا گیا۔ جہاں تقریباً دس برس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے درس و تدریس کی مشق میں صرف کئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو بے شمار اوصاف و کمالات سے نواز رکھا تھا۔ مولانا بلاشبہ فکر و نظر علم و عمل کی ایسی نابغہ روزگار شخصیت تھے جس کی وفات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے عملی زندگی کا آغاز درس و تدریس سے شروع کیا۔ دین کی نشر و اشاعت ترقی اور ترویج زندگی بھر کا مشن رہا۔ اپنے عظیم مقصد کے پیش نظر انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہزاروں شاگردوں نے ان سے فیض پایا' تربیت حاصل کی۔ یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے کہ منبر و محراب سے گونجنے والی آوازوں کے پس پردہ ان کا اخلاص شامل ہے۔ درس و تدریس کے زمانہ میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے شوق تحریر نے انگڑائی لی۔ سب سے پہلا مضمون مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی تنقید میں لکھا۔ جنہوں نے "صدق جدید" میں قادیانیوں کی حمایت میں شذرہ لکھا۔ بعد ازاں مختلف جرائد و رسائل میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مضامین شائع ہونا شروع ہوئے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور خوبیوں کو شیخ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے بصیرت روحانی سے جانچا۔ حضرت شیخ بنوریؒ کے حکم کی تعمیل میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے بیس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کے لئے اور دس دن کراچی کے لئے مختص کر دیئے "ماہنامہ بینات" کراچی کے لئے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی قلمی معاونت بہت موثر ثابت ہوئی۔ کراچی آکر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی علمی اور قلمی صلاحیتوں میں نکھار آیا۔ دینی حلقوں میں ان کی تحریروں کو شوق سے پڑھا جانے لگا۔ 1978ء میں "روزنامہ جنگ" نے اسلامی صفحہ اقراء جاری کیا۔ جس میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے مستقل عنوان نے مولانا مرحوم کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچایا۔ یہ سلسلہ ان کے سانحہ ارتحال تک جاری رہا۔ دینی' شرعی' فقہی مسائل کے مستند جوابات کے ضمن میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ جب کہ دسویں جلد تیاری کے مراحل میں ہے۔ ان تمام جلدوں کو دینی حلقوں اور عام لوگوں میں خاص پذیرائی اور دینی کتب میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ایک اچھے اور کامیاب مدرس ہونے کے باعث متاثر کن

واعظ اور خطیب تھے۔ زبان وبیان کی سادگی سامعین کو بات سمجھانے میں خاص مد د کار ثابت ہوتی تھی۔ اس خوبی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو قلم پر مکمل دسترس کی خوبی بھی ودیعت فرمائی تھی۔ رد قادیانیت کے ضمن میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی قلمی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ قادیانی فتنہ کے عقائد وعزائم اور مذہبی احتساب میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی قلمی جراحت کو نمایاں حیثیت حاصل رہے گی۔ مرزائیت کے قلمی احتساب کے ضمن میں حضرت لدھیانویؒ بلاشبہ وقت کے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے۔ قادیانی فتنہ سے متعلق مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی فکر مندی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے پہلا مضمون ہی قادیانیت کی تردید کے ضمن میں لکھا تھا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے محاسبہ قادیانیت کے سلسلہ میں جو چھوٹے بڑے رسائل اور پمفلٹ تحریر فرمائے تھے۔ انہیں عوام الناس میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ تمام پمفلٹ اپنے وقت میں اور آج بھی دلائل وبراہین کے اچھوتے انداز کے باعث نہ صرف عام فہم ہیں بلکہ متاثر کن بھی ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے بیسیوں قسم کے ایسے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ تحریر کیے تھے۔ مرزائی اور تعمیر مسجد' قادیانیوں کو دعوت اسلام' ظفر اللہ خان کو دعوت اسلام' قادیانی جنازہ' قادیانی مردہ' قادیانی ذبیحہ' قادیانی کلمہ' قادیانی مباہلہ (مرزا طاہر کے جواب میں)' قادیانی اور دوسرے غیر مسلموں میں فرق' مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے آئینہ میں' حیات عیسیٰ علیہ السلام اکابر امت کی نظر میں' نزول عیسیٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ اور مرزا قادیانی' المہدی والمسیح' غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی' ربوہ سے تل ابیب تک' اس کے علاوہ مولانا نے جو کتابیں تحریر فرمائیں تصنیف وتالیف کے محاذ پر انہیں بھی گرانقدر حیثیت حاصل ہے۔ بالخصوص "تحفہ قادیانیت" جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہت زیادہ پسند کی گئی۔

قادیانی فتنہ کے احتساب میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی علمی قلمی خدمات کے علاوہ عملی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر تھے۔ اپنی تمام تر سوچ اور صلاحیتوں کو قادیانیت کے خلاف استعمال کرنے میں فکر مند رہتے تھے۔ مجلس کے تصنیف وتالیف کے شعبہ کی ترقی مولانا مرحوم کی مساعی کاوشوں اور ان کے بے پناہ اخلاص کی مرہون منت ہے۔ 6 مئی 2000ء کو ملتان میں مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی شریک تھے۔ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے مجوزہ طریق کار میں تبدیلی ختم نبوت کی آئینی ترامیم اور

اسلامی روایات کے تحفظ میں مولانا کا اضطراب ان کے چہرے سے عیاں تھا۔ انہوں نے جماعتی سطح پر ہر طرح کی معاونت اور جماعتی سرپرستی کا مشورہ دیا تھا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ دین کے مبلغ داعی اور اسکالر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سچے عاشق رسول بھی تھے۔ جب سرور دو عالم ﷺ کا نام زبان پر آتا تو ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ ان کا وجود عجز و نیاز اور محبت و عقیدت کے پیکر میں ڈھل جاتا۔ جن حضرات نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا آخری دیدار کیا وہ گواہی دیں گے کہ چہرے پر طمانیت اور عجب تبسم شفاعت خداوندی کا ثبوت دے رہا تھا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہادت سے ایک ہفتہ قبل جہاد کی برکات کا نظارہ کرنے کے لئے افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ملا عمر کے مہمان رہے اور ملاقات بھی فرمائی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے معتمد خاص مولانا مفتی محمد جمیل خان کا کہنا ہے کہ ایک محاذ پر مجاہدین سے ملاقات کے دوران مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے کلاشنکوف چلانے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم لوگ اب تک تو قلم کا جہاد کرتے رہے ہیں۔ آج اصل جہاد میں بھی شریک ہو گئے ہیں۔"

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ وطن واپس لوٹے تو ایک انٹرویو کے دوران شہادت کی دعا مانگی جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبول فرمائی اور تیسرے روز مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے۔

حضرت لدھیانویؒ کے سانحہ شہادت پر کراچی میں ہونے والا ردعمل حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اگرچہ سندھ حکومت نے عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اصل ملزمان گرفتار ہو سکیں گے؟۔ کراچی میں ہونے والے ہنگامے 'توڑ پھوڑ اگرچہ کراچی کے ماحول اور اہل کراچی کے مزاج کا حصہ ہے۔ ایک بین الاقوامی سطح کی دینی شخصیت کے بہیمانہ قتل پر عملاً احتجاج فطری عمل تھا۔ تاہم مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے توڑ پھوڑ کی مذمت کی ہے۔ ایسے واقعات سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے عوام اور بالخصوص دینی حلقوں کو صبر اور پرامن رہنے کی تلقین کی ہے۔ حکومت صرف امن و امان سے ہی دلچسپی نہ رکھے بلکہ اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے واقعہ میں ملوث اصل ملزمان کو بے نقاب کرے اور انہیں قرار واقعی سزا دے۔ حضرت لدھیانویؒ کا قتل بھی اگر اندھیرے کی نظر کر دیا گیا تو دینی حلقوں کی بے چینی اور اضطراب مرکزی و صوبائی دونوں کے لئے مسئلہ بن سکتا ہے۔

پنجاب میں عیسائی ریاست کا قیام

حضرت مولانا فضل الرحمٰن 20 مئی بروز ہفتہ فیصل آباد کے جماعتی دورے پر تشریف لائے۔ علماء کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن نے انکشاف کیا کہ:

"امریکہ پنجاب میں عیسائی ریاست کے قیام کی منصوبہ بندی کر چکا ہے۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ اس ناپاک منصوبہ پر عمل درآمد کرتا دکھائی دے رہا ہے۔ اگر فوجی حکومت نے اس گہری سازش کا نوٹس نہ لیا تو علماء اس منصوبہ کو ناکام بنانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔"

مولانا نے کہا عیسائی ریاست کے قیام سے متعلق ان کے پاس کافی ثبوت موجود ہیں اور یہ کہ انہیں اس ریاست کے ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کا انکشاف ان لوگوں کے لئے یقیناً چونکا دینے والا ہے جو اس عنوان سے زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔ البتہ اخبارات کا مطالعہ کرنے والے حضرات کو علم ہوگا کہ کچھ مدت پہلے عیسائی ریاست کے قیام کے حوالہ سے ظاہر کئے جانے والے خدشات اور خطرات کو محض مجذوب کی بڑ قرار دیا جاتا رہا۔ اب امریکہ کی وساطت سے عیسائی مشنریوں اور این جی اوز کی غیر معمولی سرگرمیوں نے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ پاکستان میں عیسائی ریاست کے قیام کے سلسلہ میں ایک مدت سے خواہش مند ہیں۔

سوڈان اور انڈونیشیا میں مسلمانوں کی تذلیل اور عیسائیوں کی بالادستی میں امریکہ کا شرمناک کردار کسی سے پوشیدہ نہیں۔ انڈونیشیا کے مشرقی صوبہ تیمور میں ایک خاص منصوبے کے تحت عیسائیوں کو آباد کیا گیا۔ نہ صرف اقلیت کو اکثریت پر مسلط کر کے جمہوریت کو رسوا کیا گیا بلکہ حقوق انسانی کا جنازہ نکالا گیا۔ جمہوریت پسند اور حقوق انسانی کے علمبردار امریکہ نے اپنے مفادات اور علاقے میں اثر و نفوذ کے لئے شرمناک کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں عیسائی ریاست قائم کرنے میں ہر ہتھکنڈہ استعمال کیا۔ امریکہ اگر یہی کردار مقبوضہ کشمیر میں ادا کرتا۔ تو ہم اسے حقیقی منصف قرار دیتے لیکن امریکہ بہادر کو جبر کی وادی (کشمیر) میں نہ انسانی حقوق کی تباہی و بربادی نظر آئی اور نہ جمہوری اقدار کا قتل عام دکھائی دیا۔ امریکہ نے صوبہ تیمور کو عیسائی ریاست بنا کر مسلمانوں کی ایک عظیم مملکت کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا ہے۔ اس طرح ایک بڑی اسلامی ریاست انڈونیشیا کی جغرافیائی ہیئت ہی تبدیل نہیں کی گئی بلکہ ابھرتے ہوئے مستحکم

اقتصادی ملک کی معیشت پر شب خون مار کر مفلوج کر دیا گیا۔ امریکہ کے اس حالیہ مکروہ کردار کو مد نظر رکھ کر کیا یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ جو امریکہ انڈونیشیا میں عیسائی ریاست قائم کر سکتا ہے پاکستان میں عیسائی ریاست کے قیام کو خارج از امکان نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بین الاقوامی حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں عیسائی ریاست کا قیام امریکہ کی اہم ضرورت ہے۔ امریکہ چین کے گرد اپنا حصار تنگ کرنا چاہتا ہے۔ چین کی جاسوسی کے لئے امریکہ کے لئے یہ موزوں ترین جگہ ہے۔

اس وقت پاکستان میں لاکھوں ڈالر کا سرمایہ یہودی اور صیہونی قوتوں کی طرف سے بعض این جی اوز کو فراہم کیا جارہا ہے۔ قادیانی جماعت عیسائی ریاست کے قیام میں امریکی پلان کو پروان چڑھانے میں پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ مسیحی اقلیت کے رہنماؤں کے مطالبات کے پس پردہ قادیانی زبان بول رہی ہے۔ جغرافیائی طور پر پاکستان کو کہیں سے بھی پہنچنے والا گزند اس کی وحدت کے لئے عدم توازن کا باعث بن سکتا ہے۔ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے۔ اس کے بغیر ان کے مذہب کو بٹہ لگتا ہے۔ پاکستان کی وحدت' اس کی مرکزیت اور سالمیت کی پامالی قادیانی نکتہ نظر سے اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کے بغیر قادیانیوں کو اپنے آبائی مرکز جسے وہ مکہ ومدینہ سے افضل قرار دیتے ہیں یعنی قادیان واقع بھارت کا حصول ممکن نہیں۔ پاکستان کے بدلے قادیان کی دستیابی قادیانیوں کے لئے گھاٹے کا نہیں نفع کا سودا ہے۔ پاکستان اور اسلام دشمن قوتیں مسلسل مملکت خداداد کی نظریاتی اساس پر ایک مدت سے کلہاڑیاں چلارہی ہیں۔ وطن عزیز کے دولخت ہو جانے کے بعد ان کے حوصلوں میں اضافہ ہوا ہے۔ وہ قوتیں یہ توقع رکھتی ہیں کہ اگر دو قومی نظریہ ختم ہو جائے تو ان کے مقاصد کی راہیں خود بخود ہموار ہو جائیں گی۔ عاصمہ جہانگیر اور ان کی ہم نوا خواتین نے حالیہ بھارتی دورہ میں اس نظریہ کا تمسخر اڑانے میں خاصا شرمناک کا مظاہرہ کیا ہے۔ بھارت کے دورہ کے فوری بعد عاصمہ جہانگیر کا دورہ امریکہ خاصا معنی خیز ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارا دشمن ہمارے اندر نقب لگانے میں کس حد تک کامیاب ہو چکا ہے۔ وہ نظریاتی دشمنوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ ہمارے آستینوں کے سانپوں کو دودھ پلانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کرنے والے' ان کے دینی جذبات کو مجروح کرنے والے گستاخان رسول ﷺ کو سرکاری طور پر پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ مقدمات کے اندراج اور مجرم ہونے

کے باوجود بعض بیرونی ممالک ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

پاکستان میں عیسائی ریاست کے قیام سے متعلق پائے جانے والے شکوک و شبہات کو ماضی کی حکومتوں میں خاصی تقویت حاصل ہوئی۔پاکستان میں عیسائی مشنریوں کے قیام اور ان کی سرگرمیوں کے ساتھ ہی عیسائی ریاست کے قیام کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا جانے لگا تھا۔ یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ہر حکومت امریکہ کی خوشنودی کی طلب گار رہی ہے۔ امریکی مفادات اور خواہشات کی تکمیل کی دوڑ میں ہر حکومت نے آگے رہنے کی کوشش کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کے ادوار حکومت میں مسیحیوں کا خاص خیال رکھا گیا۔ یہاں تک کہ بعض معاملات میں اقلیت کو اکثریت پر ترجیح دی گئی۔ بے نظیر حکومت نے تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں دو ترامیم کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کی۔ تو میاں نواز شریف نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کا مطالبہ تسلیم کرنے کے بعد عیسائیوں کے احتجاج پر فیصلہ واپس لے لیا۔ یہ تفصیل طلب موضوع ہے کہ عیسائیوں کو اقلیت کی آڑ میں سیاسی طور پر کس قدر نوازا گیا۔ اسمبلیوں سے لے کر کمیٹیوں کی سطح تک ہر کہیں انہیں نمایاں طور پر نمائندگی دی گئی۔ گویا عیسائی ریاست کے قیام میں ہر حکومت نے اس کی راہیں ہموار کرنے میں بھرپور حصہ ڈالا۔ پاکستان میں عیسائی ریاست کا امریکی خواب کب کا شرمندہ تعبیر ہو جاتا۔ اگر ہمارا اسلامی تشخص دینی جماعتوں کا وجود' مدارس اسلامیہ اور جہادی تنظیموں کا قیام اس راہ کے روڑے ثابت نہ ہوتے۔

پاکستان میں حقوق انسانی کی تنظیمیں این جی اوز کی سرگرمیاں بیرونی اشاروں اور ہدایات پر کام کر رہی ہیں "مسیحی مسلم اتحاد' مسیحی مسلم رابطہ" جیسے خوبصورت ناموں کی آڑ میں بیرونی امداد کا ناٹک رچایا جا رہا ہے۔ عاشورہ محرم کے پرامن گزرنے پر کسی مسلم مسیحی تنظیم کی طرف سے ضلعی انتظامیہ کے افسران کو اعزازات دینے کا کیا تک بنتا ہے؟۔ امن وامان کو برقرار رکھنا افسران کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ ملک اور قوم پر کوئی احسان نہیں آخر وہ لمبی چوڑی مراعات اور تنخواہیں کس بات کی لیتے ہیں؟۔ ہمارے ایسے علماء جو مسیحی مسلم اتحاد کے حوالہ سے سرگرم عمل ہیں وہ اس نیک کار خیر میں شامل ہو کر عیسائی ریاست کے قیام کی راہوں کو ہموار کرنے میں عیسائیوں کی خاصی مدد کر رہے ہیں۔ ایسے علماء پہلے اپنے گھر کے اتحاد کی خبر لیں۔

ملک بھر میں پھیلے عیسائی مشنری ادارے عیسائیت کی تبلیغ میں مشغول ہیں۔ ان کی عبادت

گاہیں (گرجا گھر) روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ ایک نظریاتی ' اسلامی ریاست میں عیسائی مذہب کی نشرواشاعت میں وسیع پیمانے پر لٹریچر شائع ہوتا ہے اور ملک بھر میں تقسیم بھی ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے درجنوں جرائد ورسائل باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں جن میں اسلام پر تنقید کی جاتی ہے۔ ہم ایسی عیسائی کتب کے حوالہ جات پیش کرسکتے ہیں جن میں مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح کر کے ان کی دل آزاری کی گئی ہے۔ مسیحی رہنماؤں کے ساتھ نیازمندانہ تعلقات اور خوشگوار روابط رکھنے والے علماء کو اس پہلو پر بھی سوچنا چاہئے۔ دینی اقدار کا مذاق اڑانے والوں ' اسلامی قوانین کی مخالفت کرنے والوں ' ہمارے عقائد کی تضحیک کرنے والوں اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے ساتھ راہ ورسم اور دوستی کرنے والے علماء کے بارے میں کیا رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

موجودہ حالات کے تناظر میں مولانا فضل الرحمٰن کا بیان خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے بیان کو محض سیاست دان کی بیان بازی یا امریکن دشمنی پر قیاس کر کے نظر انداز نہ کیا جائے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو بھی چاہئے کہ وہ امریکی منصوبہ کے مطابق پاکستان میں عیسائی ریاست کے قیام سے متعلق جس قدر معلومات رکھتے ہیں۔ منظر عام پر لائیں تاکہ پاکستان کا ہر شہری اس خطرہ سے نہ صرف آگاہ ہوسکے بلکہ وطن عزیز کی وحدت سالمیت اور بقا میں اپنی استعداد کے مطابق حصہ ڈالے۔

قانون تحفظ ناموس رسالت کے مسئلہ پر ہڑتال

19 مئی بروز جمعۃ المبارک کو تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں تبدیلی ' ختم نبوت کی آئینی ترامیم ' جمعہ کی تعطیل اور اسلامی دفعات کو تحفظ دینے کے ضمن میں پورے ملک میں ہڑتال کی گئی۔ ملکی اخبارات بین الاقوامی نشریاتی اداروں اور خبر رساں ایجنسیوں کے مطابق 19 مئی کی ہڑتال کامیاب رہی۔ اس کامیابی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

8 مئی کو لاہور میں تمام مکاتب فکر کی 19 دینی جماعتوں کا خصوصی اجلاس ہوا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندے اس اجلاس میں موجود تھے۔ جنرل پرویز مشرف نے 21 اپریل کو تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے طریقہ کار میں تبدیلی کا اعلان کیا تھا جس کے باعث پورے ملک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اجلاس میں قانون تحفظ ناموس رسالت کے علاوہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ اس خصوصی اجلاس میں حکومت کو

تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے طریقہ کار میں تبدیلی سے روکنے اور طے شدہ مسائل کو چھیڑنے کی حکومتی پالیسی کے خلاف 19 مئی کو پورے ملک میں ہڑتال کی اپیل کی گئی تھی۔ حالات وواقعات' اخبارات اور جماعتی خبروں کے مطابق 19 مئی کے روز کی ہڑتال بہت کامیاب رہی۔ کوئٹہ' پشاور' لاہور' اسلام آباد جیسے شہر مکمل طور پر بند رہے۔ 19 مئی کی ہڑتال کی کال جو دینی جماعتوں نے دی تھی اور اس دن بالخصوص تحفظ ناموس رسالت کے ضمن میں مسلمانوں نے غیرت دینی کا مظاہرہ کرنا تھا۔ سوانہوں نے کامیاب ہڑتال کے ذریعہ حکومت پر واضح کر دیا کہ ناموس رسالت کے مسئلہ پر تمام مسلمانوں کے جذبات یکساں ہیں۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف بیرون ملک کے دورے سے واپس آئے تو انہوں نے اسلام آباد ائیر پورٹ پر اخباری نمائندوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے توہین رسالت قانون سے متعلق واضح اعلان کیا کہ وہ قانون کے طریق کار میں تبدیلی کو واپس لیتے ہیں اور یہ کہ ایف آئی آر کے اندراج سے متعلق سابقہ طریق بحال رہے گا۔ کسی ڈپٹی کمشنر کی تفتیش یا منظوری لینے کی ضرورت نہ ہو گی۔ جنرل پرویز مشرف کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا گیا۔ تاہم ملی یکجہتی کونسل کے رہنماؤں کی جانب سے 19 مئی کی ہڑتال کے فیصلہ کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا اور مطالبہ کیا کہ حکومت تحفظ ناموس رسالت کے قانون' ختم نبوت کی آئینی ترمیم اور اسلامی دفعات کو پی سی او کا حصہ بنائے۔ تا کہ تمام شکوک وشبہات ختم ہو سکیں جس کا مان لینا خوش آئند ہے۔ اس لئے حکمت تدبر اور فراست کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت طے شدہ مسائل کو چھیڑنے کی بجائے عبوری آئین میں تحفظ دے۔ اس سے یقیناً حکومت کا وقار بلند ہو گا۔

اقبال کے خطوط میں تحریف

لاہور کے ایک اشاعتی ادارہ فکشن ہاؤس نے "جدوجہد آزادی پر ایک نظر" کے عنوان سے پنڈت جواہر لال نہرو کی کتاب Apunch of oid letters کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں مفکر پاکستان علامہ اقبال کے ایک خط کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اس خط میں قادیانیت کے بارے میں اپنی رائے کھل کر دی اور لکھا کہ: "قادیانی اسلام اور ہندو دونوں کے غدار ہیں۔" مترجم ملک اشفاق نے اس خط میں تحریف کر کے مفہوم یکسر الٹ دیا اور لکھا: "احمدیوں اور مسلمانوں میں زیادہ اختلافات نہیں ہیں۔ نہ ہی احمدی اسلام اور نہ ہی ہندوستان کے لئے دہشت گرد ہیں۔" مستزاد یہ کہ مترجم نے اس خط کے چند اہم حصے جن میں قادیانیت کے بارے میں علامہ کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے

حذف کر دیئے ہیں۔ ہم نے فکشن ہاؤس کے ترجمے علامہ اقبال کے انگریزی خط کے متن اور ممتاز صحافی اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کا ”جو اقبال اکادمی لاہور سے 1990ء میں شائع ہوا اور لاہور میں دستیاب ہے۔“ موازنہ کیا ہے اور یہ بالکل عیاں ہے کہ اس اشاعتی ادارہ اور پنڈت نہرو کی کتاب کے مترجم ملک اشفاق نے نہ صرف علامہ اقبال کے خط میں تحریف کی ہے بلکہ قادیانیت کے بارے میں علاقہ اقبال کا نرم گوشہ رکھنے کا احساس دلانے کی کوشش بھی کی ہے۔ اس ارادی دھاندلی کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ جسارت دانستہ اور شعوری ہے۔ جس سے نہ صرف علامہ کا امیج خراب کیا گیا ہے بلکہ علامہ کے ارادت مندوں کے جذبات کو بھی مجروح کیا گیا ہے۔ متذکرہ بالا کتاب کھلے بندوں فروخت ہورہی ہے۔ حیرت ہے کہ حکومت کے پریس ڈیپارٹمنٹ نے اس کا نوٹس تک نہیں لیا۔ امکان یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے بچوں کا ذہن خراب کرنے اور فروغ قادیانیت کے مقصد کے تحت یہ کتاب کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں تک پہنچادی ہوگی۔ حکومت پنجاب کو اس کا فوری نوٹس لے کر اس کتاب کی فروخت کو ممنوع قرار دینا چاہئے۔ اور اس کی تمام کاپیاں ضبط کرنے لائبریروں سے واپس لینے کے علاوہ مترجم وناشر کے خلاف بھی ایکشن لینا چاہئے۔ علامہ اقبال کے خط کے متن میں تحریف ناقابل معافی جرم ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت 6 مئی 2000ء)

بقیہ : تبصرہ کتب

فرعون کے خلاف اعلان جہاد مرتب کر کے مصنفوں میں اپنا نام شمار کرا چکے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب موصوف کی تازہ تصنیف ہے جس میں انبیاء کرام کی دعاؤں کو قرآن پاک سے جمع کر کے یکجا شائع کیا گیا ہے۔ یوں تو دعا عبادت کا مغز ہے جبکہ دعا بھی کسی پیغمبر خدا کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات پر مشتمل ہو تو اس کی قبولیت میں دیر نہیں لگتی۔ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔

مختلف ابواب میں دعا کے آداب اور قبولیت کے اوقات...... دعا کے معنی...... دعا ارشادات نبوی سے...... دعائیں کن حضرات کی قبول ہوتی ہیں...... اور کن حضرات کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں...... کون سی دعائیں مانگنا ممنوع ہیں...... اور آخری باب میں حضرات انبیاء کرام کا ذکر خیر اور ان کی دعاؤں کو ذکر کیا گیا ہے۔ موصوف نے اتنے اچھے مواد کو جمع کر کے پڑھنے والوں کے لئے اچھا اور معلوماتی ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کی کوشش وکاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

قسط نمبر 1

انسان کامل ﷺ کا خلق عظیم

مولانا مرتضیٰ حسن

حضور نبی اکرم ﷺ نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے سے پہلے بھی اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ اہل مکہ میں صادق الامین کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ والدہ کی رحلت کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ وہ اپنے یتیم پوتے سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جب تک وہ نہ آتا قبیلہ بنو ہاشم کا شیخ اپنے لئے کھانے کا دستر خوان بچھانے کی اجازت نہ دیتا۔

روایت ہے کہ عبدالمطلب جو قریش کے رئیس اعظم اور جمہوریہ مکہ کے صدر تھے کعبے کی دیوار کے سائے میں مسند لگا کر بیٹھتے تھے۔ مسند کے اردگرد فرش بچھادیا جاتا اور عبدالمطلب کے بیٹے باپ کی مسند کے قریب زمین پر بیٹھا کرتے اور بزرگ خاندان کے اجلال واحترام کے پیش نظر مسند کے فرش پر قدم رکھنا سوء ادب خیال کرتے۔ لیکن چھ سات سال کا پوتا دادا کے پاس مسند پر جا بیٹھتا اور عبدالمطلب اس کی پیٹھ پر اپنا دست شفقت پھیرتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اگر کوئی چچا تقاضائے ادب ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس در یتیم کو فرش مسند سے اتارنے کی خاطر اپنے پاس بلاتا تو عبدالمطلب فرماتے نہیں! میرے بیٹے کو میرے پاس ہی بیٹھنے دو۔ خدا کی قسم! اس کی شان بہت بلند ہے۔

آپ ﷺ غیر معمولی طور پر خوش اخلاق وخوش اطوار تھے اور یہی وجہ تھی کہ خاندان کے سبھی افراد آپ ﷺ کو غیر معمولی محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور خاندان کی قابل فخر متاع خیال کرتے۔

بیس برس کی عمر میں آپ ﷺ مظلوموں کی دادرسی کے اس معاہدے میں شامل ہوئے جو حلف الفضول کے نام سے موسوم ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عمر تک پہنچتے وقت آپ ﷺ مکہ کی سوسائٹی میں اخلاق حسنہ اور حس انصاف رکھنے والے اصحاب میں شمار کئے جاتے تھے۔

پچیس برس کی عمر تک پہنچے تو آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور حسن معاملت کے چرچے مکہ بھر میں بلند ہونے لگے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ انہی اوصاف سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے عقد زوجیت

میں آئیں۔ پینتیس برس کی عمر میں آپ ﷺ نے حجر اسود اس کی جگہ پر نصب کرنے کی سعادت حاصل کی اور قبائل قریش کو خوفناک خانہ جنگی میں مبتلا ہونے سے بچایا۔ یہ واقعہ اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے آپ ﷺ اپنی قوم کے لوگوں میں بہت معززو محترم تھے۔

حسن ملاقات

رسول اللہ ﷺ ہر ملنے والے کو خندہ پیشانی کے ساتھ سلام کہتے اور اس میں پہل فرماتے تھے۔ صحابہؓ کو بھی تاکید فرماتے کہ ایک دوسرے سے ملو تو سلام کہو اور مصافحہ کرو تاکہ باہمی محبت واخلاص بڑھے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے جب کبھی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے ہر بار مجھ سے معانقہ کیا۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا میں گھر پر نہ تھا۔ واپس آنے پر اطلاع ملی تو فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ تخت پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے گلے سے لگایا اور یہ گلے سے لگانا میرے لئے بہتر ہوا اور بہتر ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ اسلام کے بدترین دشمن ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ خوشی سے اٹھے اور اتنی تیزی سے اس کی طرف بڑھے کہ آپ ﷺ کے جسم پر چادر نہ تھی اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے: ”اے ہجرت کرنے والے سوار، مرحبا!“

حسن خلق

حضرت علیؓ اپنے بیٹے حضرت حسینؓ کو بتارہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والا ہر شخص یہ خیال کرتا تھا کہ رسول خدا ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم میں ہی ہوں۔ آپ ﷺ ہر ایک کی بات بڑے تحمل سے سنتے۔ ہر شخص کی حاجت براری کرتے۔ آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور خوش خلقی نے لوگوں کا احاطہ کر لیا تھا اور آپ ﷺ سب لوگوں کے باپ بن گئے تھے اور سب لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔

خوش طبعی اور لطیف مزاجی بھی حسن خلق کا ایک پہلو ہے۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ایک بڑھیا سے کہا کہ بوڑھی عورتیں بہشت میں نہیں جائیں گی۔ اس پر بڑھیا رونے

لگی تو آپ ﷺ نے متبسم ہو کر فرمایا: ''کیا تو نے قرآن پاک میں یہ نہیں پڑھا کہ پھر ہم بہشت میں عورتوں کو پیدا کریں گے اور انہیں کنواریاں بنادیں گے۔ یعنی جو بوڑھی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی وہ جوان بن کر داخل ہوں گی۔ بوڑھی نہ رہیں گی۔''

حسن شفقت

رسول اللہ ﷺ بچوں' عورتوں اور عاجز و ضرورت مند لوگوں پر بے حد شفقت فرماتے۔ ایک صحابیؓ راوی ہیں کہ بچپن میں میں ایک بار ڈھیلے (پتھر) مار مار کر کھجوریں گرا رہا تھا کہ لوگ مجھے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو کھجوروں پر ڈھیلے کیوں مارتا تھا۔ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لئے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' دعا دی اور پھر فرمایا ڈھیلے نہ مارا کرو۔ زمین پر جو کھجوریں گری ہوئی ہوں انہیں اٹھا کر کھالیا کرو۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوگئے تھے کہ ایک بدو نے آکر دامن پکڑا اور کہا کہ میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو میں بھول جاؤں۔ پہلے میرا کام کر دیجئے۔ حضور ﷺ فی الفور اس کے ساتھ مسجد سے باہر نکل آئے اور اس کا کام کرنے کے بعد جا کر نماز پڑھی۔

رحم دلی اور رقت

عبداللہ ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ قرآن پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اور آپ ﷺ کے سامنے قرآن پڑھوں۔ حالانکہ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے کو قرآن پڑھتے سنو۔ تب میں سورۃ نساء پڑھنے لگا۔ جب اس آیت پر پہنچا: '' وجئنا بك علیٰ ھؤلاء شھیدا'' ﴿اور ہم تمہیں ان پر بطور گواہ پیش کریں گے۔﴾ تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

حضرت زینبؓ کا بچہ دم توڑ رہا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع بھجوائی۔ آپ ﷺ گھر میں گئے۔ چند صحابہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر آپ ﷺ کے سامنے لائے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعدؓ کو تعجب ہوا۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ انہی لوگوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

سیدنا زبیرؓ سیدنا طلحہؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ

ترتیب : مولانا محمد حسین ناصر

(1)------سیدنا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ مسند آراء خلافت ہوئے تو حضرت سیدنا زبیرؓ اور سیدنا طلحہؓ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور قاتلین عثمان سے قصاص کے مسئلہ پر سیدہ عائشہؓ کو قائل کیا کہ اس میں جتنی مستعدی چاہیے تھی اتنی سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ظہور میں نہیں آرہی۔(آگے چل کر جنگ جمل کا حادثہ پیش آگیا۔)

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ دونوں حضرات سیدنا علی المرتضیٰؓ کی طرح عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔لیکن یہ دونوں اکابر سیدنا علی المرتضیٰؓ کی مخالف سمت پر تھے۔بلکہ مخالف سمت کے قائدین میں سے تھے۔اتنے میں جنگ شروع ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰؓ کا حضرت زبیرؓ بن عوام سے سامنا ہوا۔(سیدنا زبیرؓ رحمت دو عالم ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کی پھوپھی سیدہ صفیہؓ کے بیٹے اور دونوں حضرات پھوپھی زاد بھائی تھے۔)حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ تمہیں وہ دن یاد ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے آپ سے پوچھا تھا کہ اے زبیرؓ! کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو۔ تو تم نے عرض کی تھی۔ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔یاد کرو اس وقت تم سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک دن تم اس سے ناحق لڑو گے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا ہاں اب مجھے بھی یاد آیا۔(مستدرک حاکم)

یہ پیشگوئی یاد کر کے حضرت زبیرؓ جنگ سے کنارہ کش ہو کر چل دیے۔

(2)------راستہ میں ابن جرموز نے حضرت زبیرؓ کو قتل کر دیا اور حضرت علیؓ کے پاس میدان جنگ میں آکر انعام کا طالب ہوا کہ میں نے آپ کے دشمن کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کس کو۔ ابن جرموز نے کہا کہ حضرت زبیرؓ کو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے خوشخبری سناتا ہوں کہ تو جہنم میں جائے گا۔ابن جرموز نے کہا۔واہ! آپ نے مجھے خوب انعام دیا۔آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: " یاعلیّ بشر قاتل ابن صفیة بالنار "یعنی اے علی! میری پھوپھی صفیہؓ کے

بیٹے کو جو شخص قتل کرے اس کو تم دوزخ کی خبر سنادینا۔ یہ سن کر ابن جرموز نے خودکشی کرلی (اور جہنم کا حقدار ہوا۔) حضرت علیؓ نے دیکھ کر بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا کس طرح پورا ہوا۔ (تطہیر الجنان)

(3)------ حضرت طلحہؓ نے جب حضرت زبیرؓ کو جنگ سے کنارہ کش ہوتے دیکھا تو وہ بھی کنارہ کش ہوگئے یا ان کا ارادہ بھی متزلزل ہوگیا۔ اس حالت میں مروان بن حکم نے زہر سے بجھا ہوا ان کو تیر مارا جس سے پورے جسم میں زہر سرایت کرگیا اور حضرت طلحہؓ شہید ہوگئے۔ (خلفائے راشدین بن از مولانا معین الدین ندوی ص ۲۹۲)

جنگ کے اختتام پر حضرت علیؓ ان کی نعش پر آئے اور زار زار روئے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر بار بار بوسہ دیتے تھے اور آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا اور فرماتے تھے یہ وہ ہاتھ ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر سے مصائب کو دفع کیا تھا۔ (احد کی لڑائی میں ایک موقع پر دشمنوں نے آنحضرت ﷺ کو گھیر لیا اور تیروں کی بارش شروع کردی۔ حضرت طلحہؓ اکیلے آپ ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے اپنی سپر سے تیروں کو روکا' سپر گرگئی۔ اب اسے اٹھانے کے لئے نیچے جھکتے ہیں تو اتنے میں نامعلوم کتنے تیر آنحضرت ﷺ پر دشمن چلادے۔ اس لئے حضرت طلحہؓ نے جھک کر سپر کو اٹھانے کی بجائے اپنے ہاتھ پر تیروں کو روکنا شروع کردیا۔ تیروں کی بارش سے وہ ہاتھ شل ہوگیا تھا۔ آخر عمر تک اس ہاتھ نے کام نہیں دیا اسی ہاتھ کو جنگ جمل میں ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ چومتے تھے۔) (خلفائے راشدین مولانا عبدالشکور لکھنوی ص ۲۲۶)

(4)------ حضرت علیؓ کے لئے رحمت دوعالم ﷺ نے غزوہ خیبر میں دعا فرمائی تھی:

"اللھم اذھب عنه الحر والبر" ﴿اے اللہ! ان سے (علیؓ) سے گرمی و سردی کو دور فرما۔﴾

اس کے بعد عمر بھر حضرت علیؓ پر گرمی و سردی کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس دعا کے اثر سے جاڑے کا کپڑا گرمی میں اور گرمی کا کپڑا جاڑے میں اگر زیب تن فرماتے تو آپ کو تکلیف نہ ہوتی۔ (مسند احمد ج ا ص ۹۹)

(5)------ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔"

بقیہ صفحہ 22 پر

ملفوظات وارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

(5)------ایک بار اپنے پیرومرشد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے ذکر میں فرمایا کہ حضرت یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دوران سفر کبھی ایسے حالات میسر آجائیں کہ کھانے پینے کو کچھ نہ ملے اور درخت کے پتے کھانے کی نوبت آجائے تو اس صورت میں شہتوت اور لھسوڑے کے پتے زیادہ مفید رہتے ہیں۔ چونکہ حضرت رائے پوریؒ کو اپنے مرشد کی تلاش میں دور دراز کے سفر کرنے پڑے تھے حالت بھی درویشی کی تھی۔ اس لئے حضرت کو ایسے واقعات سے کئی بار واسطہ پڑا ہوگا۔

(6)------ایک بار حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا ذکر فرمایا کہ آپ جن دنوں حج بیت اللہ کے لئے گئے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ کے قیام کے دوران مولانا کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد نفل اشراق تک مسجد نبوی میں ایسی جگہ بیٹھتے جہاں سے روضہ اقدس سامنے رہے۔ مولانا نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صرف حضور اقدس ﷺ کے مزار کے سامنے سلام عرض کرتا ہے اور وہیں سے پیچھے ہٹ جاتا ہے یعنی حضرات شیخین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے مزاروں کی طرف نہیں جاتا۔ مولانا نے تین چار روز اس شخص کا یہی معمول دیکھا تو ایک دن اس کو اپنے قریب بلایا اور اس سے اس سلسلہ میں بات کی تو وہ کہنے لگا کہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے دشمن ہیں میں ان کو سلام کیوں کروں؟۔

مولانا شجاع آبادیؒ نے دل میں سوچا کہ میں نے اس کو کیوں چھیڑا۔ کیونکہ ہماری یہ گفتگو تو حضور ﷺ بھی سن رہے ہوں گے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچی ہوگی اور اس کا سبب بھی میں ہی بنا ہوں مگر پھر میں نے اس شخص کو یہ کہا کہ اے اللہ کے بندے حضور ﷺ کے دربار سے بڑا دربار کس کا ہے؟ تو وہ کہنے لگا کسی کا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر کہ وہ تیرا یہ عقدہ حل کردیں اور تو آپ ﷺ کے مزار کے سامنے جاکر خشوع وخضوع کے ساتھ یہ دعا مانگ۔ کہہ یاالٰہی یہ تیرے حبیب ﷺ کا دربار ہے اور میرے دل میں یہ خلجان ہے اپنے حبیب کے طفیل میرا یہ عقدہ حل فرما۔

چنانچہ وہ شخص حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے آیا تو عرض کی کہ یہ (حضرات شیخینؓ) آپ ﷺ کے دشمن ہیں یہ آپ ﷺ کے ساتھ کیوں؟ وہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ ادھر یہ شخص روانہ ہوا ادھر حضرت قاضی صاحب جو تلاوت فرما رہے تھے ان کو قرآن مجید کے حروف نظر آنا بند ہو گئے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھا کہ میں نے اس شخص کو اتنی بڑی بات کہہ دی ہے جو مجھے نہیں کہنی چاہئے تھی۔ معاً دل میں خیال آیا کہ حضرت عثمانؓ جامع قرآن ہیں۔ مجھے ان کے مزار پر جاکر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے۔ میں جنت البقیع گیا۔ ادھر اس شخص کو ہوش آیا تو رو رو کر کہتا ہے کہ مجھے قاضی احسان کے پاس لے کر چلو۔ کسی واقف کار نے مجھے جنت البقیع دیکھا۔ چنانچہ اس شخص کو وہاں میرے (قاضی صاحب) پاس لے آئے تو اس نے بتلایا کہ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق سلام کے بعد یہی دعا کی تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ روضہ اقدس میں میرے سامنے کھڑے ہیں آپ کے داہنی طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور بائیں طرف حضرت عمر فاروقؓ دونوں آپ ﷺ سے ایک قدم پیچھے ہیں آپ ﷺ نے دونوں کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنے برابر کیا اور فرمایا کہ میرے دوستوں کو دشمن کہتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔ وہ یہ کہہ کر قاضی صاحب کے قدموں پر گر گیا۔ قاضی صاحب نے توبہ کرا دی۔ حضرت جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ساہیوال رشیدیہ کے جلسہ پر یہ واقعہ بیان کیا تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یہ واقعی صحیح ہے۔ وہ شخص میں ہوں۔

(7)------ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار مولانا کراچی گئے ہوئے تھے۔ مولانا کے ایک دوست تھے جن کو ملنے آپ گئے ان کا (کمرہ) چوبارہ کچھ اس طرح سے بنا ہوا تھا کہ بازار میں آتا ہوا آدمی وہاں سے نظر آتا تھا۔ چنانچہ اس دوست نے تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ مولانا بازار میں غلام احمد پرویز آرہا ہے وہ میرے پاس ہی آئے گا وہ ہمیشہ میرا سر کھاتا رہتا ہے آج مزہ آئے گا۔ اس کی آپ سے بات کراؤں گا۔ مولانا نے فرمایا کہ میرا تعارف مولوی کہہ کر نہ کرانا بلکہ یہ کہنا میرے دوست ہیں پنجاب سے آئے ہیں۔ تاکہ وہ کھل کر بات کرے۔ چنانچہ جب پرویز آیا تو میرے دوست نے اسی طریقہ سے میرا تعارف کرا لیا جیسے میں نے بتلایا تھا۔ پرویز بیٹھ گیا اور باتیں شروع ہو گئیں۔ زور خطابت میں اس نے وہی بات کہہ دی جو وہ کرتا تھا۔ یعنی ہمارے لئے صرف اللہ کی کتاب قرآن کافی ہے حدیثوں کی ضرورت نہیں۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا تو مولانا نے فرمایا کہ اچھا پرویز صاحب آپ ایک بات تو بتائیں

کہ اگر حدیثوں کو دیکھنا نہیں اور صرف قرآن سے دین کو سمجھنا ہے تو پھر قرآن کی رو سے آپ مجھے نماز پڑھ
کر دکھائیں۔ کیوں کہ قرآن میں نہ تو آذان کا ذکر ہے نہ تکبیر کا نہ ہی رکعات کی تعداد کا یہ تو سب کچھ ہمیں
حدیثوں سے ملتا ہے۔ اب جب حدیثوں کو تو دیکھنا نہیں تو پھر لغت میں صلوٰۃ کا مطلب دیکھیں گے۔ چنانچہ
عربی لغات میں صلوٰۃ کے مطلب سو کے قریب ہیں۔ صلوٰۃ کا معنی ہے دعا ایک معنی جسم کو دو چار بار حرکت
کرنے کے بھی ہیں۔ اس طرح تو کرسی سے تھوڑے سے اوپر ہوئے دھڑ کو ہلایا اور قرآن کی نماز ہو گئی۔
مولانا کی یہ جوابی تقریر سن کر پرویز لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص عام آدمی نہیں ہے بلکہ کوئی بہت
بڑا عالم ہے۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ جب قرآن کو حدیث کے بغیر سمجھیں گے تو ایسے
ہی ٹکریں ماریں گے یاد رکھو قرآن کو حدیث کی عینک لگا کے پڑھیں گے تو قرآن سمجھ میں آوے گا۔ یہ جو
بزرگان دین نے دین کا ایک نظام بنایا ہے اس کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہے بلکہ اس نظام کے بغیر جو
کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے۔

(8)------ایک بار حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحبؒ
ایک کتاب پڑھ رہے تھے جسے آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے کے بزرگ شیخ ابن عربی نے لکھا تھا۔ اس
میں کوئی ایسی بات آگئی جس پر شاہ جی حیران ہوئے اور کتاب کو ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے استاد حضرت شیخ
الہند مولانا محمود الحسنؒ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ حضرت شیخ الہند نے پوچھا کہ شاہ جی کیا بات ہے اس پر
حضرت شاہ جی نے شیخ ابن عربی کی وہ عبارت پیش کی جس میں لکھا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا بت
بنایا جا رہا تھا اس وقت ان کے بت میں پانی میری روح نے ڈالا تھا۔ تو حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ پہلی بات یہ
ہے کہ ابن عربی بزرگ تھے۔ بزرگوں کا کشف شرعاً حجت نہیں دوسری بات یہ ہے کہ شیخ ابن عربی صاحب
کشف بزرگ تھے۔ ہو سکتا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسد مبارک بنایا جا رہا ہو۔ اس وقت روحیں تو
سب کی موجود تھیں اللہ پاک نے شیخ ابن عربی کی روح کو حکم دیا ہو کہ تم اس جسد مبارک کے لئے پانی لاؤ
اور اس دنیا میں کشف کے ذریعہ حضرت شیخ کو اپنے اس عمل کا علم ہو گیا ہو مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی ناممکن
بات نہیں ہے۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ استاد کی جگہ خالی ہوتی ہے انور شاہ کشمیریؒ جیسا

آدمی بھی جب الجھ جائے تو اس کو استاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

(9)------اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولانا اصغر حسین شاہ صاحبؒ کا سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت رات کو بستر پر لیٹ گئے لیٹے ہوئے ایک مسئلہ پر اشکال پیدا ہوا۔ پھر خیال آیا کہ کل گنگوہ جاکر حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں یہ اشکال پیش کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد خود سے یہ سوال کیا کہ اصغر حسین تو اتنے بڑے مدرسہ دیوبند کا استاد ہے اور کیا تجھے یقین ہے کہ کل تک زندہ رہے گا۔ اگر آج رات کو تیری موت واقع ہو جائے اور مرنے کے بعد تجھ سے اسی اشکال کے بارے میں سوال ہو جائے کہ جب تمہیں اشکال ہو گیا تھا تو اسی وقت تم نے اس کا حل کیوں نہ تلاش کیا۔

سردی کا موسم تھا مگر اللہ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ اسی وقت بستر سے اٹھے کپڑے بدلے گھوڑے پر سوار ہوئے اور رات کو ہی گنگوہ کے لئے رؤانہ ہو گئے۔ دیوبند سے گنگوہ (22 میل یا 22 کوس فرمایا) کے فاصلہ پر تھا۔ جس وقت گنگوہ پہنچے تہجد کا وقت تھا حضرت گنگوہیؒ تہجد کا وضو کر رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا کون ہے۔ سید اصغر حسین نے اپنا نام بتلایا اور اپنا اشکال پیش کیا۔ حضرت نے اسی وقت اشکال کا جواب دے دیا جس پر شاہ جی کی تشفی ہو گئی اور انہی قدموں دیوبند کے لئے واپس روانہ ہو گئے اور صبح کا سبق دیوبند آکر پڑھایا۔ یہ تھی ہمارے بزرگوں کی للّٰہیت۔

بقیہ : سیدنا زبیرؓ

یہ آیت کریمہ حضرات صحابہ کرامؓ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ :

"والذین معہ" کا مظہر اتم سیدنا صدیق اکبرؓ تھے۔

"اشداء علی الکفار" کا مظہر اتم سیدنا فاروق اعظمؓ تھے۔

"رحماء بینھم" کا مظہر اتم سیدنا عثمان غنیؓ تھے۔

"تراھم رکعاً سجداً" کا مظہر اتم سیدنا علی المرتضیٰؓ تھے۔

"یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ۔" کا مظہر اتم تمام صحابہ کرامؓ تھے۔

(خلفائے راشدین از مولانا معین الدین ندوی ص ۳۵۷)

قادیانیوں کا اقوام متحدہ میں

پاکستان اور اسلام کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی

جب سے پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس وقت سے پوری دنیا میں قادیانی جماعت نے انسانی اور بنیادی حقوق کے حوالے سے پراپیگنڈہ مہم شروع کی ہوئی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر بہت زیادہ مظالم ہو رہے ہیں' ان کا جینا دو بھر ہے' ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں قادیانیوں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے خلاف اپیل دائر کر دی۔

ذیل میں اخباری خبر ملاحظہ ہو :

قادیانیوں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے خلاف اپیل دائر کر دی

نیویارک (آن لائن) قادیانیوں نے حکومت پاکستان کے خلاف اقوام متحدہ میں اپیل دائر کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ عالمی ادارہ ان کے حقوق کے تحفظ اور ان کے خلاف ڈھائے جانے والے مظالم کی روک تھام کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈالے۔ برطانیہ میں قائم احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے صدر افتخار ایاز نے ایک وفد کے ہمراہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی میں پیش ہو کر مطالبہ کیا کہ عالمی ادارہ ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے اقدامات کرے اور حکومت پاکستان کو ان کے حقوق کی فراہمی پر مجبور کرے۔

(روزنامہ خبریں 29 مئی 2000ء)

ان الزامات کا سہارا لے کر وہ برطانیہ' فرانس جرمنی' جنوبی افریقہ' امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کر رہے ہیں۔ گذشتہ سالانہ اجتماع میں مرزا طاہر نے دھمکی دی کہ اگر پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم بند نہ ہوا تو پاکستان پر اللہ کا عذاب آئے گا۔ مرزا طاہر یا قادیانی جماعت کا یہ غلیظ اور جھوٹا پراپیگنڈہ نیا نہیں ہے۔ بلکہ جب سے قادیانیت وجود میں آئی ہے جھوٹ فریب اور دھوکہ بازی اس کا وطیرہ رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب سے جھوٹ در جھوٹ کا اتنا بڑا پلندہ ہے کہ اگر اس کو مرتب کیا جائے

تو سینکڑوں صفحات سیاہ ہو جائیں۔ قادیانیوں کے اس پراپیگنڈہ کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت سے لے کر اب تک کے حالات کا جائزہ لے کر تجزیہ کرتے ہیں کہ ظلم و ستم قادیانیت کی طرف سے ہوا ہے یا مسلمانوں کی طرف سے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے مقابلے میں اپنی شخصیت بنانے کا خیال 1884ء میں پیدا ہوا اور اس نے پہلے محدث' مجدد' مہدی' مسیح موعود اور آخر کار 1901ء میں نبی کا دعویٰ کیا اور یہ دعوے توہین آمیز اور اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم اور نبی آخر الزماں ﷺ کے دین سے بغاوت تھے۔ بقول یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل اس طرز عمل کا فطری نتیجہ تھا کہ مسلمان مشتعل ہوں اور یہ بات بھی بعید از امکان نہیں تھی کہ مسلمان ایسے شخص کو صفحہ ہستی سے ہٹا دیں۔ کیونکہ ان کی غیرت ایمانی کو چیلنج کیا گیا تھا۔ لیکن علمائے امت نے اسی پراپیگنڈہ کے پیش نظر دلائل کا ہر وہ طریقہ اختیار کیا جو دنیا میں رائج ہے۔ تقریروں کے ذریعے ثابت کیا کہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ تحریروں کے ذریعے وضاحت کی کہ اب دعوے کے بعد وہ اور اس کے پیروکار ملت اسلامیہ سے خارج ہو گئے ہیں۔ مناظروں میں آمنے سامنے حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر کر کے حق واضح اور غالب کیا' مباہلوں کا ہر طریقہ اختیار کیا تاکہ حق کو باطل کا امتیاز ہو جائے اور مباہلوں میں بارہا شکست دی لیکن نہ تقریروں اور نہ تحریروں اور نہ مناظروں اور نہ ہی مباہلوں میں دھمکی دی۔ لوگوں کو قتل و غارت پر اکسایا اور نہ ہی کسی پر حملہ کیا۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ ابتداء میں مرزائیوں کی تعداد چند سو پر مشتمل تھی اور جب علماء اسلام نے قادیانیت کا تعاقب شروع کیا تو یہ تعداد ہزاروں تک پہنچی تھی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ دور تقریر کے لحاظ سے عروج کا دور تھا۔ آپ کے ایک ایک جلسے میں کئی کئی لاکھ سے زائد افراد شرکت کرتے تھے اور جس وقت شاہ صاحبؒ تقریر کرتے تو پورے مجمع پر ان کا کنٹرول ہوتا تھا۔ وہ جس بات کا ایسے وقت میں حکم دیتے مجمع بلا چون وچرا اس پر عمل کرتا شاہ صاحبؒ نے ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ قادیان (جو قادیانیوں کا مرکز تھا اور جہاں ابتداء میں تمام قادیانی آباد تھے) سے متصل جلسوں سے خطاب کیا۔ جس میں لاکھوں افراد شریک ہوتے۔ اگر مجلس احرار اسلام یا مجلس تحفظ ختم نبوت تشدد یا ظلم و جبر کا راستہ اپنانے والی جماعت ہوتی تو شاہ صاحبؒ مجمع کو حکم دیتے کہ چلو رات کے اس آخری پہر ہم سب مل کر قادیان کو مع جھوٹے پیغمبر اور اس کے پیروکاروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں بلکہ حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض قادیانی بھی

امیر شریعتؒ کی تقریر سنتے اور کہتے کہ تقریر کا لطف تو شاہ صاحبؒ کی زبان میں ہے اور بارہا معلوم ہوا کہ شاہ صاحبؒ کے جلسے میں قادیانی موجود ہیں لیکن کبھی شاہ صاحبؒ نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا کہ جلسے میں شریک قادیانی یا میرے کسی مخالف کو قتل کر دو۔ قیام پاکستان کے بعد چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں قادیانیوں نے اپنا مرکز تبدیل کیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چناب نگر سے متصل آبادی چنیوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ کئی کئی لاکھ افراد ان کانفرنسوں میں شریک ہوتے۔ چناب نگر کی آبادی چند ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ شاہ صاحبؒ چاہتے مجمع کو حکم دیتے کہ ربوہ کی آبادی کو تہس نہس کر دو مگر کوئی ایک تقریر نہیں بتائی جاسکتی جس میں شاہ صاحبؒ نے تشدد کی دعوت دی ہو۔ ہاں نبی اکرم ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت جوش جذبہ اور ولولہ سے بیان کرتے تھے اور جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں سے نفرت کا اظہار ایمانی غیرت وحمیت سے کرتے تھے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدم تشدد کی پالیسی کے ساتھ قانونی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے اس دعویٰ پر قائم ہے کہ قادیانی گروہ یا توبہ کر کے دامن ختم نبوت میں آجائے یا اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا چھوڑ دے۔ جھوٹی نبوت پر ایمان اور اسلام ایک ساتھ نہیں چل سکتے اور الحمد للہ پاکستان کی چھوٹی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک مسجد کے پلیٹ فارم سے لے کر قومی اسمبلی اور ایوان بالا کے پلیٹ فارم پر ان دلائل کو ثابت کیا اور ان تمام ایوانوں نے متفقہ فیصلہ دیا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج اور جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں۔ یورپ' جرمنی' فرانس' امریکہ' افریقہ' مشرق بعید' تاشقند' ثمرقند' بخارا روس' قازقستان جہاں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیت کی سرگرمیوں کا تعاقب کیا عدم تشدد کی پالیسی کے ساتھ محبت ورحمت کا درس دیتے ہوئے دعوت اسلام دی۔

شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مولف تحفہ قادیانیت نے قادیانیوں کو دعوت اسلام' مسٹر ظفر اللہ خان کو دعوت اسلام' مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت رسائل تصنیف کر کے قادیانیوں کو دلائل کے ذریعے اسلام کی دعوت دی۔ تحفہ قادیانیت کتاب کا نام اس لئے تجویز کیا کہ قادیانی اس کتاب کو پڑھ کر ہدایت حاصل کریں۔ کسی کتاب یا رسالے میں اس بات کی ترغیب نہیں دی گئی کہ قادیانیوں کو ختم کرو' ان کے گھروں کو جلادو' ان کو پاکستان سے نکال دو' ایک ہی مطالبہ ہوتا ہے کہ یا تو عقیدہ ختم نبوت پر

ایمان لے آو یا اپنے آپ کو مسلم کہلانا چھوڑ دو۔ دوسری طرف قادیانیوں کا طرز عمل ملاحظہ ہو :

قادیان جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا مرکز بنتا ہے تو کسی اور شخص کو اس خطے میں رہنے کی اجازت نہیں۔ کوئی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت سے منحرف ہو جائے تو اس کا رہنا دوبھر کر دیا جاتا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک بیٹے مرزا سلطان احمد نے مرزا کا دعویٰ نبوت تسلیم نہیں کیا تو اس کو نہ صرف عاق کیا گیا بلکہ اس کو قادیان بدر کر لیا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) کو مرکز بنایا۔ قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے تک یہ شہر صرف قادیانیوں کے لئے مخصوص تھا۔ کسی غیر قادیانی کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ یہاں زمین خرید سکے۔ 1974ء تک کے چوبیس سال کے عرصہ میں کسی مسلمان کو چناب نگر (ربوہ) میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ زمین خریدنا' دوکان یا مکان بنانا تو اب بھی ممکن نہیں۔ اسی طرح کوئی طالب علم اگر سکول یا کالج میں داخل ہو جاتا تو اس کے لئے وہاں جینا دوبھر کر دیا جاتا تاکہ وہاں سے بھاگ جائے۔ کئی مقامات پر جہاں قادیانیوں کا اثر ورسوخ تھا مسلمانوں کے گھروں کو جلایا گیا' مارا پیٹا گیا' جس محکمہ میں قادیانی افسران ہوں وہاں وہ مسلمان ماتحتوں کا یا تو تبادلہ کر دیتے ہیں یا اس کو پریشان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کے احکامات پورے کرے۔ بڑے بڑے کلیدی عہدوں پر قادیانی فائز ہیں۔ بڑی بڑی تجارت پر ان کا قبضہ ہے۔ پورا چناب نگر اور کراچی اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ان کی عمارتیں ہیں۔ کوئی ایک عمارت نہیں دیکھائی جاسکتی کہ اس کو گرا لیا یا جلایا ہو۔ جھوٹی فلمیں دکھا کر جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے ہیں۔ رحمت دوعالم ﷺ کے غلام محبت واخوت کے ساتھ تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

آج معمولی مفادات اور شہریت کے حصول کے لئے قادیانی جھوٹ بول کر دنیا کے عیش وعشرت حاصل کر سکتے ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ خود بہترین فیصلہ فرمادیں گے۔ دنیا کا جو ملک سروے کرنا چاہے آکر تحقیق کرے۔ کسی ایک قادیانی پر کسی قسم کا ظلم بھی نہیں ہوا۔ یہ مرزا طاہر اور قادیانی جماعت کا نرا جھوٹ اور پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا زہریلا پراپیگنڈہ ہے۔

آزادیٔ ضمیر اور قادیانیت

محمد عطاء اللہ صدیقی

جب سے قادیانیوں کو آئینی ترمیم کے ذریعے اقلیت قرار دیا گیا ہے وہ پاکستان میں اپنے انسانی حقوق کی پامالی کا مسلسل واویلا کر رہے ہیں۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس اور 298C کی منظوری کے بعد تو ان کے ذرائع ابلاغ نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر عملاً مسلمانوں سے جارحانہ نفسیاتی سرد جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ چونکہ جدید مغرب میں انسانی حقوق اپنے مخصوص مفہوم میں بے حد پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ اس پذیرائی نے ان کے اجتماعی سیاسی جسد میں ایک حساس موضوع کے طور پر اہمیت حاصل کر لی ہے۔ آزادی اظہار' آزادی مذہب' آزادی ضمیر' آزادی تحریر وغیرہ کو ان کے انسانی حقوق کے تصور میں سرفہرست سمجھا جاتا ہے۔ قادیانیوں نے اہل مغرب کی اسی کمزوری کو اپنے حق میں Exploit کیا ہے۔ عالم اسلام کے خلاف مغرب کے تعصب اور منفی مسابقت کے جذبات کی وجہ سے قادیانی پراپیگنڈہ کو مغربی ذرائع ابلاغ نے بغیر کسی کھود کرید کے قبول کر لیا ہے۔ ایک اعتبار سے قادیانیوں کی خود تشہیری مظلومیت کو بنیاد بنا کر مغرب کو پاکستان کو بدنام کرنے کا ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تمام رپورٹوں میں بے حد غیر حقیقت پسندانہ اور مبالغہ آمیز طریقے سے قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی اور پاکستان میں ان پر ڈھائے جانے والے مبینہ مظالم کی روح فرسا تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔

انسانی حقوق کی نام نہاد علمبردار این جی اوز اور قادیانی ذرائع ابلاغ کے "نیٹ ورک" نے قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا اس قدر متواتر اور جارحانہ اسلوب میں پراپیگنڈہ کیا ہے کہ اب ہمارے پریس میں قادیانیوں کے خلاف خبریں یا مضامین اتنے جرات مندانہ انداز میں شائع نہیں ہوتے جس طرح کہ 1970ء کی دہائی میں شائع ہوتے تھے۔ منفی پراپیگنڈہ کا بنیادی ہدف فریق مخالف کی اخلاقی قوت اور ذہنی صلاحیتوں کو اس طرح ہدف بنانا ہوتا ہے کہ اس میں احساس مرعوبیت پیدا ہو جائے۔ اس احساس کا پیدا ہو جانا ہی در حقیقت نفسیاتی سرد جنگ میں "نفسیاتی فتح" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ راقم الحروف کا یہ تاثر ہے کہ آج ہمارے صحافی قادیانیت کے خلاف لکھتے ہوئے ایک احساس مرعوبیت کا شکار ہوتے ہیں۔

انہیں خدشہ لگا رہتا ہے کہ اس طرح ان کی ”رواداری“ کو کہیں شک کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔ کہیں ان کی ”روشن خیالی“ اور ”ترقی پسندی“ کا بھرم نہ ٹوٹ جائے۔ اس عمومی ذہنی فضا میں اگر کبھی کبھار کسی مرد حریت کے قلم سے قادیانی دجل و فریب اور ان کی منفی سرگرمیوں کا ذکر پڑھنے کو ملتا ہے تو اسے غنیمت سمجھا جانا چاہئے۔

جناب اصغر علی گھروڑانچ نے اپنے ایک حالیہ کالم (روزنامہ پاکستان لاہور 5 اپریل) میں پاکستان میں فوجی انقلاب کے پس پشت قادیانیوں کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ جس پر ایم ایس خالد ایم اے قادیانی نے نہ صرف شدید خفگی اور برہمی کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ دہائی دی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو آزادی ضمیر کا بنیادی انسانی حق تک استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ موصوف جو یقیناً قادیانی ہیں لکھتے ہیں :

1974ء کی دستوری ترمیم نمبر 2 کے بعد تو پاکستان کے احمدیوں کو اپنے ضمیر کے مطابق ”آزادی ضمیر“ کا حق استعمال کرنے سے بھی محروم کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اگر اس حق کو عملاً استعمال کرتے ہوئے وہ اپنا مذہب اسلام یا خود کو ”مسلمان کہہ دیں تو تین سال قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے“ وہ قادیانیوں کی مظلومیت اور خود ساختہ بے بسی کو یوں بیان کرتے ہیں :

آپ مخلوط انتخاب کے اندر بھی بے شک احمدیوں کو ووٹ کا حق نہ دیں لیکن پاکستانی احمدیوں کو خدا اور اس کے رسول پر ایمان کا اقرار کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا بنیادی انسانی حق ...... آزادی ضمیر کا ناقابل تنسیخ حق تو ضرور دیں۔ آزادی ضمیر کے حق کے بغیر تو کوئی فرد بحیثیت قادیانی انسانی زندگی نہیں گزار سکتا اور جس سوسائٹی میں کل کائنات کی سب سے بڑی آفاقی سچائی ...... کلمہ طیبہ ...... پڑھنے یا اس کا بیج سینہ پر آویزاں کرنے کے جرم میں احمدیوں کو قید و بند میں ڈال دیا جائے وہاں جھوٹ اور سچ کی تمیز ہی ممکن نہیں رہے گی۔ (روزنامہ پاکستان 18 اپریل 2000ء)

ایم ایس خالد نے محولہ بالا سطور میں جس ”ذہنی کرب“ کا اظہار کیا ہے بالکل انہی خیالات کا اظہار قادیانیوں کے اخبارات و رسائل ان کے مفرور خلیفہ مرزا طاہر احمد کے خطبات پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن جس کے اہم ذمہ داران مثلاً عاصمہ جہانگیر اور آئی اے رحمٰن قادیانی ہیں کی رپورٹوں اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹوں جن کا سرچشمہ یہی کمیشن ہے میں بھی کیا جاتا ہے۔ ہمیں ٹھنڈے دل سے درج ذیل سوالات کے جوابات دینے چاہئیں۔

1------ کیا واقعی پاکستان میں ”احمدیوں“ کو ”آزادی ضمیر“ کا حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے؟۔یا یہ محض پاکستان کو بدنام کرنے کی پراپیگنڈہ مہم ہے؟۔

2------ پاکستان میں دیگر اقلیتوں مثلاً عیسائی' سکھ' ہندو' پارسی وغیرہ کو کیا ”احمدیوں“ کی ”آزادی ضمیر“ پر پابندیوں کی شکایات لاحق ہیں......اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟۔

3------ ”آزادی ضمیر“ کی حدود کیا ہیں؟ جن معنوں میں پاکستان کے قادیانی ”آزادی ضمیر“ کا حق مانگتے ہیں۔کیا انہیں یہ حق پاکستان کے چودہ کروڑ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کو مجروح کئے بغیر بھی دیا جاسکتا ہے۔

4------ پاکستان کے قادیانیوں کو کائنات کی سب سے بڑی سچائی کلمہ طیبہ پڑھنے اور سینہ پر اس کا بیج آویزاں کرنے کی آخر کیوں اجازت نہیں ہے؟۔اس کا فکری پس منظر کیا ہے اور اس کی اجازت دے دی جائے تو پھر اس کے مضمرات کیا ہوں گے؟۔

یہ ایک مسلمہ عالمی اصول اور آفاقی صداقت ہے کہ آزادی اظہار اور آزادی ضمیر لامحدود نہیں ہیں۔ایک فرد یا گروہ کے آزادی اظہار کے حق کو استعمال کرنے سے دوسرے فرد یا گروہ کے انسانی حقوق مجروح ہوتے ہوں تو اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا اعلامیہ ہو یا کسی جدید جمہوری ریاست کا آئین۔اس طرح کی مادر پدر آزادی کی اجازت کبھی نہیں دیتے۔کیونکہ اس طرح معاشرے میں فکری انارکی اور انتشار پھیل سکتا ہے۔پاکستان کے قادیانی آزادی ضمیر کا حق جس طور اور جس رنگ میں استعمال کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے چودہ کروڑ انسانی حقوق سے براہ راست متصادم ہے۔قادیانیوں کو اگر مسلمانوں سے کوئی شکوہ شکایت ہے تو مسلمانوں کو ان سے کہیں بڑھ کر شکایات ہیں اور یہ شکایات بے جا بھی نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو قادیانیوں سے کیا شکایات ہیں؟۔منجملہ دیگر باتوں کے پاکستان کے مسلمانوں کو قادیانیوں سے اہم ترین شکایت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے ہر اعتبار سے مختلف ہونے کے باوجود ”بضد“ ہیں کہ اپنے آپ کو ”مسلمان“ کہلائیں اور دوسروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ انہیں ”مسلمان“ ہی سمجھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی خانہ ساز جھوٹی نبوت کے نہ ماننے والوں کو واضح طور پر ”کافر“ کہا اور مرزا قادیانی کے بعد آنے والے قادیانی خلفاء کے سینکڑوں بیانات اور تحریریں ریکارڈ ہیں۔جن میں انہوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہوئے ان سے کسی قسم کا لین دین نہ رکھنے کی سخت ہدایات دی ہیں۔مرزا

قادیانی نے شاید ”آزادی ضمیر“ کا حق استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان الفاظ سے نوازا تھا:

”ہر مسلمان میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔(آئینہ کمالات اسلام ص 547)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفہ ثانی کا درج ذیل اعلان ملاحظہ کیجئے:

”حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ قرآن‘ نماز‘ روزہ‘ حج‘ زکوۃ‘ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“(الفضل 30 جولائی 1931ء)

مرزا قادیانی کے ایک فرزند مرزا بشیر احمد قادیانی کا ہفواتی فتویٰ ذرا دیکھئے:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے‘ مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا‘ یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا‘ یا محمد ﷺ کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“(کلمتہ الفصل ج 14 ص 110)

مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی طرف سے مسلمانوں کو کافر قرار دینے والے بیانات اس قدر زیادہ اور واضح ہیں کہ ان کا انکار آج بھی قادیانی نہیں کرتے۔ اسی لئے ایسے مزید بیانات کو نقل کرنا مضمون کو بے جا طوالت دینے کے مترادف ہوگا۔ مسلمان علماء نے ایسے بیانات کو جا بجا اپنی کتابوں میں نقل کرکے مرزا قادیانی کی مسلمانوں کے خلاف تکفیری مہم کی نشان دہی کی ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کو کافر قرار دینے میں پہل کی گئی۔ اسی پہلو کی طرف عطاء الحق قاسمی صاحب نے نشان دہی کرتے ہوئے اپنے ایک کالم میں یہ خیال ظاہر کیا:

”چنانچہ میرے نزدیک یہ بہت بڑا مغالطہ ہے کہ مسلمانوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم قرار دیئے جانے سے بہت عرصہ قبل احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے چکے تھے۔“(نوائے وقت 24 دسمبر 1991ء)

علامہ اقبال نے قادیانیوں کی اسی حرکت کی طرف اپنے ایک شعر میں اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں:

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

علامہ اقبال چند مسلم اکابرین اور فلسفیوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء کے عقائد اور بیانات کے مطالعہ کے بعد ان کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ 14 مئی 1935ء کو دہلی کے معروف انگریزی اخبار Statesman میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا۔ انہوں نے لکھا:

”میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلاف کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔

جعل سازی‘ ملاوٹ‘ دھوکہ اور فریب مختلف فیکٹریوں کی تیار کردہ اشیاء میں ہو یا مذہب کے اساسی عقائد میں انہیں کسی بھی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔ پوری دنیا میں کوکا کولا‘ پیپسی وغیرہ اور اس طرح کی عالمی سطح پر معروف اشیائے استعمال کے ٹریڈ مارک اور کاپی رائٹس ان اشیاء کو تیار کرنے والی فرموں کے نام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی دوسری فرم کوکا کولا کے نام سے کوئی مشروب مارکیٹ میں لائے گی تو اس کی اصلی فرم اس کے خلاف دعویٰ دائر کرنے کا حق رکھتی ہے اور ریاستی ادارے اس کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے کسی جعل ساز فرم کو ان کے نام کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تمام ملکوں میں فوج اور پولیس کی وردی مخصوص ہوتی ہے۔ کوئی بھی پرائیویٹ سیکورٹی فرم نہ فوج کی وردی استعمال کر سکتی ہے اور نہ پولیس کے لئے مخصوص شدہ بیج استعمال کر سکتی ہے۔ کوئی بھی خاندان وراثت کے جعلی دعوے داروں کو قبول نہیں کرتا۔ ہر مذہب کے کچھ بنیادی عقائد اور شعائر ہوتے ہیں۔ جن کی بنیاد پر وہ اپنا الگ تشخص قائم رکھتا ہے۔ ایک شخص ان کے بعض اساسی عقائد کو ڈھٹائی سے جھٹلاتا رہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اس مذہب کا پیروکار قرار دیتے ہوئے اس مذہب سے وابستہ لوگوں کو حاصل شدہ سماجی و معاشی سیاسی حقوق میں شراکت کا دعویٰ کرتا پھرے تو پھر ایسے جعل ساز اور دھوکہ باز کو اس مذہب کے پیروکاروں میں شامل نہیں سمجھا جائے گا۔ قادیانی آزادی ضمیر کے نام پر جعل سازی کا حق طلب کرتے ہیں تو یہ کسی بھی طرح ان کا انسانی حق نہیں ہے۔

ایم ایس خالد جیسے قادیانیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دامن سے ہی وابستہ رہنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان کا اقرار کرنے کی تکرار بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا ان پر بنیادی اعتراض یہ نہیں ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار کیوں کرتے ہیں جیسا کہ بعض لاہوری قادیانی گروہ کے افراد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اگر واقعی کائنات کی سب سے بڑی سچائی کلمہ طیبہ پڑھنے میں وہ مخلص ہیں تو پھر اس کا منطقی تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ وہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو نہ صرف برملا جھٹلائیں بلکہ ایسے کذاب' دھوکہ باز اور بدکار شخص کی مذمت بھی کریں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کریں گے مسلمان انہیں ''اسلام اور اسلامی شعائر'' سے متعلق اصطلاحات کے استعمال کی اجازت نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ ان کا مذہبی اور انسانی حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کو جعل سازوں سے بچا کر رکھیں۔ مسلمانوں کا یہ اعتراض اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ قادیانیت کی تاریخ۔ علامہ اقبال اپنے مذکورہ بالا مضمون میں قادیانیوں کی اس الجھن اور دھوکہ بازی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

1۔۔۔۔۔۔اولاً اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان' انبیاء پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے کہ فرد یا گروہ کے ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟۔ مثلاً برہمن خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔

2۔۔۔۔۔۔جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں۔ ہمارا دین ہے کہ اسلام بحیثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلا دیں۔ یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ

قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو۔ تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

قادیانی مرزا غلام احمد کو" نبی "اس کی بیویوں کو "امہات المومنین" مرزا قادیانی کے حواریوں کو "صحابی" اپنے قبرستان کو" جنت البقیع" اپنی مسجد کو "مسجد اقصیٰ" اپنے آپ کو "مسلمان" اور اپنے مذہب کو "اسلام" قرار دیتے ہیں۔ ان کی یہ روش ہی ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تنازعہ کا اصل سبب ہے۔ وہ جو کچھ ہیں اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ عطاء الحق قاسمی صاحب لکھتے ہیں :

"احمدی اور مسلمانوں میں جو چیز وجہ نزاع بنی وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کے علاوہ اس نو مولود مذہب کی طرف سے مسلمانوں کی اس تمام ٹرمنالوجی (Terminology) پر قبضہ تھا۔ جو بزرگان دین اور مقامات مقدسہ کے لئے مخصوص تھی۔"

جناب مجیب الرحمٰن شامی نے قادیانیوں کی اس بیزار کن حرکت پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھا :

"مصیبت یہ ہے کہ اپنا نبی ایجاد کرنے اور مسلمانوں سے الگ تشخص کا دعویٰ رکھنے کے باوجود یہ گروہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہلوانے سے انکاری ہے۔ قادیانی حضرات اپنے آپ کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو خاص طور پر نشانہ بنا کر رواداری اور فراخ دلی کے نام پر انسانی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔ (قومی ڈائجسٹ جولائی1985ء)

شامی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

"کہ میں نے اس نکتہ پر بہت غور کیا کہ یہ جھگڑا اور فساد کیوں ہوتا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ قادیانی حضرات پاکستان کے آئین کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اتفاق رائے سے یہ ترمیم کی گئی کہ قادیانی ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں۔ اب قادیانی آئین کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور درحقیقت ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جب تک قادیانی حضرات اپنی روش نہیں بدلیں گے ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی جاسکے گی۔"

پاکستان میں دیگر اقلیتوں کو شکایت نہیں ہے کہ ان کی آزادی ضمیر کے حق پر کئی قسم کی قدغنیں

عائد کی گئی ہیں۔ پاکستان کے مسلمان بھارت سے دیرینہ چپقلش کی وجہ سے ہندوؤں سے نفرت کرتے ہیں۔ مگر آج تک کسی ہندو کو مندر میں جانے سے نہیں روکا گیا۔ نہ جذباتی رد عمل کے طور پر ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو کبھی مسمار کیا گیا۔ پاکستان میں عیسائی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ وہ بڑے آزادانہ طریقہ سے اپنے چرچ میں عبادت کرتے ہیں کبھی مسلمانوں کے کسی گروہ نے ان کے چرچ کو آگ نہیں لگائی نہ ان کے مذہبی حقوق میں مداخلت کی ہے۔ چرچ سے بجنے والی گھنٹیوں کی آواز کو کبھی نہیں روکا گیا۔ دوسری اقلیتوں سے اس فراخ دلانہ سلوک کے پیش نظر قادیانیوں کو اپنے گریبان میں جھانک کر بھی دیکھنا چاہئے کہ آخر ان سے بھی کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہے یا سارا قصور مسلمانوں کا ہے۔

قادیانیوں کا ایک اور مسئلہ بھی بڑا اہم ہے کہ ان کے جھوٹے نبی نے ایک تو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے گروہ کے لئے الگ نام یا اصطلاحات استعمال نہ کیں۔ دوسری اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنا سارا زور قلم فضول مناظر بازی' مراق الہامات' بے کار پیشگوئیاں' گالی گلوچ اور جھوٹے دعوؤں کی تشہیر میں صرف کرتے رہے۔ ان کی 80 کے لگ بھگ کتابوں کے موضوعات یہی ہیں۔ اخلاقیات' کردار سازی' عبادات' شعائر وغیرہ کے متعلق ان کی تحریریں کچھ رہنمائی نہیں کرتیں۔ اسی لئے ان کے پیروکاروں کو مسلمانوں کے شعائر کے استعمال پر ہاتھ صاف کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔

آخر میں ہم ایس ایم خالد اور دیگر قادیانیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر واقعی وہ آزادی ضمیر کا ناقابل تنسیخ حق بطور مسلمان کے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو جناب زیڈ اے سلہری' حسن محمود عودہ فلسطینی سابقہ خاص مرزا طاہر احمد میجر جنرل ریٹائرڈ فضل احمد بریگیڈئر ریٹائرڈ احمد نواز خان' ائیر کموڈور ریٹائرڈ رب نواز' جناب بشیر طاہر سابق رکن قومی اسمبلی' پروفیسر ڈاکٹر اسماعیل (نائجیریا)' مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی' شیخ عبدالرحمٰن مصری' شیخ بشیر احمد مصری' ڈاکٹر فداء الرحمٰن فضل عمر ہسپتال ربوہ' قاضی خلیل احمد صدیق سابق متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کے حالات وبیانات کا مطالعہ کریں کہ کس طرح ان حضرات نے قادیانیت کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے اجالوں میں پناہ لی۔ جناب متین خالد نے اپنی تالیف قادیانیت ہماری نظر میں' میں مذکورہ بالا سابق قادیانیوں کے مضامین اور حالات کو یکجا کر دیا ہے۔ اگر ایم ایس خالد قادیانیوں کی اداؤں پر غور کریں تو شائد پکار اٹھیں

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

حافظ محمود قاسم

ولی کامل، مفکر اسلام، مجاہد ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو 13 صفر المظفر 1421ھ بمطابق 18 مئی 2000ء بروز جمعرات صبح دس بجے جامع مسجد الفلاح کے قریب نصیر آباد کے مصروف ترین چوک میں ہزاروں افراد اور پولیس کی موجودگی میں درندہ صفت سفاک دہشت گردوں نے دنیائے اسلام کے عظیم رہنما کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ ہائے وہ لمحہ کیسا تھا جب علماء، طلباء اور عوام کے محبوب ترین قائد کو ظالم قادیانی دہشت گردوں نے خون میں نہلا دیا۔ مولانا کے ہمراہ ان کے ڈرائیور عبدالرحمٰن کو شہید اور ان کے جواں سال صاحبزادے محمد یحییٰ لدھیانوی کو شدید زخمی کر دیا۔ وطن عزیز کے علماء عوام کب تک علماء کے لاشے اٹھاتے رہیں گے۔ نامعلوم دہشت گرد کب تک ان کا خون کرتے رہیں گے۔

1974ء میں علامہ بنوریؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت سنبھالی تو مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اپنے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت میں لے آئے۔ حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی دعوت پر آپ کراچی تشریف لے آئے۔ جامع مسجد الفلاح میں خطیب کی حیثیت سے اور بنوری ٹاؤن میں استاد حدیث کی حیثیت سے تدریس کی خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔ رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کی کتب امت محمدیہ کا بہترین سرمایہ ہیں۔

مولانا کی المناک شہادت کی خبر سے عالم اسلام کے مسلمانوں پر اداسی و سوگواری چھا گئی۔ ہر شخص مجسمہ سوال بن گیا کہ ایسی درویش صفت ہستی جس کی ساری زندگی امن و سکون کی تعلیم دیتے ہوئے گزری جو ایک بے جان چیز کی تکلیف پر بھی بے قرار ہو جاتا تھا۔ وہ زندوں کی تکلیف کیسے برداشت کرتا جو تعلیم و تعلم، درس و تدریس، طریقت و سلوک، تحریر و تقریر، مناظرہ، اخلاق، صبر و قناعت غرض ہر میدان میں دین محمدی گلشن اسلام کا محافظ اور خادم تھا۔ جو اسلام کی سربلندی و پاکستان کے استحکام کے لئے زندگی بھر کوشاں رہا۔ محبت و اخوت بھائی چارے کا علم ہمیشہ بلند کرتا رہا جو اپنوں کے لئے نہیں بلکہ دشمنوں کے

لئے بھی باعث شفقت تھا اور ہمیشہ عفو سے کام لیتا جس کا مسکراتا روشن چہرہ اور ذکر الٰہی سے معطر ولبریز زبان صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ معاشرہ کے ہر فرد کے لئے تمانیت وسکون کا باعث تھی۔ جس نے فرقہ واریت 'مذہبی دہشت گردی' لسانیت' وقومیت' خاندانی تعصب کے طلسم کو توڑنے کے لئے زبان وقلم تقریر وتحریر کی طاقت کو استعمال کیا۔ جس کا اپنے بیگانے سب احترام کرتے تھے۔ ایسی غیر متنازعہ بے ضرر اور درویش صفت ہستی کی زندگی کلمہ کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں محفوظ نہیں تو عام انسانوں اور مسلمانوں کی زندگی کیسے محفوظ رہ سکتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وطن عزیز میں جنگل کا قانون ہے۔ امن نام کی کوئی چیز نہیں۔

سندھ حکومت نے مولانا کی شہادت پر سندھ ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں ٹریبونل قائم کیا جو مولانا کی شہادت کے اسباب تلاش کر کے اپنے رپورٹ حکومت کو پیش کرے گا۔ عوام اس کی رپورٹ کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جیسی شخصیات جو صرف پاکستان کا ہی نہیں بلکہ پورے عالم کے مسلمانوں کا مشترکہ اثاثہ ہیں۔ جن کی موت وحیات سے پورا عالم اسلام متاثر ہوتا ہے۔ جن کی تمام زندگی مسلمانوں کی رہنمائی اور خدمت اسلام کے لئے وقف تھی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت اگرچہ ان کی تمنا اور آرزو تھی جس کو وہ پاکر نہ صرف دنیا میں سرخرو ہوئے بلکہ آخرت میں بھی بہت بڑا درجہ پاگئے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا۔ لیکن مسلمانوں کے لئے ایسا المیہ ہے جس کی تلافی اور تدارک عرصہ دراز تک نہیں کیا جاسکے گا۔ ایسے المیوں کا تدارک ایسی صورت میں ممکن ہے جب ہم ان خونی ہاتھوں کو کاٹ دیں جو ایسے المیوں کا باعث ہوتے ہیں اور ایسے ذہنوں کو کچل دیں جو اس قسم کے واقعات کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

پاکستان کے علماء' طلباء' مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس سانحہ کی پشت پر قادیانی "لندن پلان" سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ قاتلوں اور منصوبہ بنانے والوں کو عبرت ناک سزا دے کر دنیا کے لئے نشان عبرت بنادیا جائے۔

قادیانیوں کا محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیا تعلق؟

پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

ہندوستان کے قصبے قادیان ضلع گورداسپور میں انیسویں صدی کے آخری ربع میں مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد دعوے کر کے ایک نئی جماعت کی بنیاد ڈالی جس کا نام ”جماعت احمدیہ“ رکھا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایسے دعوے سامنے آئے جو مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہ تھے۔ ایک طرف انہوں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو دوسری طرف امام مہدی کا بھی کر دیا۔ ایک طرف اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم کہا تو دوسری طرف امتی نبی کی نئی اصطلاح کے ساتھ نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پہلے چودھویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کیا تو آخر پر نبی تک بات پہنچا دی۔ پہلے کہا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

بعد میں کہا:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراھیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

بات اور آگے بڑھی تو یہاں تک پہنچی:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے ان اشعار کو فریم کروا کر اپنے گھر لگوالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی 26 مئی 1908ء کو فوت ہوا۔ اس کے بعد 1914ء میں اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ کے طور پر اقتدار سنبھالا تو اس نے قادیانیت کو

منظم کرتے ہوئے بالکل الگ امت کے طور پر پیش کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی وجہ سے تمام مسلمان فرقوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان کی اس کوشش کو عملی شکل دیتے ہوئے قادیانیوں کو باور کروایا کہ تمام مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا کافر اور غیر مسلم ہیں۔ ان کے ساتھ نماز روزہ کے اشتراک سے اجتناب کیا جائے۔ معاشرتی تعلقات کو توڑتے ہوئے جماعت سے کہا کہ نہ مسلمانوں کو رشتے دیئے جائیں اور نہ ہی ان سے لئے جائیں حتیٰ کہ ان کے ساتھ نماز جنازہ میں شامل ہونے اور فاتحہ خوانی سے بھی منع کر دیا۔

دوسری طرف قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے سورۃ صف میں جہاں ایک آنے والے نبی کی پیش خبری دی گئی ہے اور اس کا نام احمد رکھا گیا ہے اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اصل میں یہ دوسرے دور میں آنے والے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بالواسطہ خبر دی گئی ہے جس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور پھر کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کے ذکر میں مرزا غلام احمد کا بالواسطہ ذکر بھی کر دیا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے "روحانی فرزند" مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جو کہ اصل میں اسی دور کے محمد رسول اللہ ہی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اس تفسیر اور اس کے عملی نفاذ سے جو صورت بنی وہ ذیل کے دلچسپ سروے رپورٹ سے واضح ہوگی۔

محمد سے احمد تک (ایک دلچسپ سروے رپورٹ)

ہر مذہب کے افراد کے نام ان کے مذہب کے عکاس ہوتے ہیں۔ عموماً سنگھ کے لفظ سے سکھ مذہب ظاہر ہوتا ہے۔ یوسف مسیح' پرویز مسیح جیسے ناموں سے عیسائی مذہب کی عکاسی ہوتی ہے۔ محمد صدیق' محمد شریف جیسے ناموں سے مذہب اسلام واضح ہوتا ہے۔

قادیانی جماعت نے اپنے آغاز سے خود کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ آہستہ آہستہ اپنے فرقہ کو اصل اسلام اور دیگر فرقوں کو دو نمبر اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مرزا بشیر الدین کے دور امامت میں قادیانی جماعت تشدد اور متعصب حد تک پہنچ کر اسلام سے علیحدہ ہوتی چلی گئی۔ مسلمانوں سے ہر قسم کے میل جول کو قادیانیوں کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ بلکہ مرزا بشیر الدین کے بھائی مرزا بشیر احمد ایم اے نے مسلمانوں کے بارے میں کافر بلکہ پکے کافر جیسے الفاظ استعمال کر کے اشتعال

کو اور بڑھا دیا۔

نام کے حوالے سے ایک سروے کیا گیا ہے جس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ احمدیوں میں نام کیسے رکھے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے ان کے نام ان کی مذہبی سوچ کے عکاس ہوں گے۔ ضلع جہلم میں محمود آباد ایک ایسا گاؤں (اب محلہ) ہے جہاں کی اکثریت قادیانی ہوا کرتی تھی۔ اور اسے ضلع جہلم میں قادیانیت کا گڑھ سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہر قسم کی مذہبی رسومات میں وہ عملاً آزاد ہیں بلکہ نمایاں ہیں۔

محمود آباد جہلم کے قادیانی افراد کے ناموں کے سروے میں محمد اور احمد ناموں کی نسبت تلاش کی گئی ہے۔ مثلاً 70 افراد کے نام سامنے رکھے ان میں 40 افراد ہیں جن کے ناموں کے ساتھ محمد یا احمد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اب دیکھا یہ گیا ہے کہ 40 افراد میں سے کتنے فیصد نے محمد اور کتنے فیصد نے احمد نام رکھا ہوا ہے۔ اس طرح ایک دلچسپ سروے رپورٹ تیار ہوئی ہے۔

سروے رپورٹ

محمود آباد جہلم میں پیدائش رجسٹر کے مطابق 1933 تا 1941 پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کا جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ محمد کے نام والوں کی تعداد 48 فیصد اور احمد نام والوں کی 52 فیصد ہے۔ واضح رہے 1914ء میں مرزا بشیر الدین نے اقتدار سنبھالنے کے بعد قادیانی جماعت کی ”برین واشنگ“ شروع کر دی تھی۔ بلحاظ 1933 تا 1941 قادیانی افراد ”دائرہ محمد“ سے نکل کر ”دائرہ احمد“ میں داخل ہو رہے تھے۔ 1950 تا 1952ء کے عرصہ میں پیدا ہونے والے افراد میں یہ نسبت یوں بنی کہ محمد کے نام والے 28 فیصد رہ گئے اور احمد کے نام والوں کی تعداد بڑھ کر 72 فیصد ہو گئی۔ 1965 تا 1971 کے عرصہ میں پیدا ہونے والوں میں محمد کا نام رکھنے والوں کی تعداد 20 فیصد رہ گئی اور احمد نام کی تعداد بڑھ کر 80 فیصد ہو گئی۔ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ قادیانیوں نے احتجاج تو کیا مگر ذہنی طور پر وہ یہ قبول کر چکے تھے۔ کیونکہ وہ خود ہی حلقہ محمد سے باہر آ رہے تھے۔ 1984 تا 1992ء کے عرصہ میں پیدا ہونے والے افراد میں محمد کا نام رکھنے والے 01 فیصد رہ گئے اور احمد نام والوں کی تعداد 99 فیصد ہو گئی۔ اور یوں قادیانیوں نے خود ہی مسلمانوں سے علیحدہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

یہ سروے تاریخ پیدائش کے حوالے سے تھا۔ اب ذرا ایسے افراد کے ناموں کا جائزہ لیتے ہیں جو

جوان ہوئے اور معاشرے میں اچھا بر ا اثر چھوڑ کر یا تو دنیا سے چلے گئے یا ابھی سر گرم عمل ہیں۔لہذا ایسے افراد جن کی عمر ساٹھ سال ہو چکی ہے یعنی 1940 سے قبل پیدا ہونے والے افراد کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔اس میں فوت شدہ افراد بھی شامل ہوں گے۔کیونکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے نام صفحہ ہستی سے مٹ نہیں گئے۔1940ء سے قبل پیدا ہونے والوں کی نسبت یوں بنی کہ محمد کا نام رکھنے والوں کی تعداد 83 فیصد اور احمد نام رکھنے والوں کی تعداد صرف 16 فیصد تھی۔جبکہ 1940 تا1970 تک پیدا ہونے والے یا جن کی عمر اس وقت 30 سے 60 سال ہے۔ان کے ناموں میں نسبت تیزی کے ساتھ بدل جاتی ہے۔اب نسبت یہ بنتی ہے کہ محمد کا نام رکھنے والے 9 فیصد اور احمد کا نام رکھنے والے 91 فیصد ہو جاتے ہیں۔1940 تا1970ء تک مرزا بشیر الدین اور مرزا بشیر احمد کی کوششیں رنگ لا چکی تھیں۔ قادیانی متعصب ہو چکے تھے۔لہذا وہ اپنے بچوں کے ناموں میں خاص احتیاط برت رہے تھے۔

ذرا آگے بڑھئے 30 سے کم عمر کے قادیانی بچوں کے ناموں نے فیصلہ ہی کر دیا۔اب محمد کا نام صرف 01 فیصد اور احمد کا نام 99 فیصد رکھ کر سارا مسئلہ ہی حل کر دیا گیا ہے۔”دائرہ محمد“ سے نکلی منہ موڑ کر ”دائرہ احمد“ میں داخل ہو کر نہ صرف قادیانیوں نے مسلمانوں سے علیحدہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے بلکہ 1974ء میں امت مسلمہ کی طرف سے غیر مسلم والے فیصلے کی توثیق بھی کر دی ہے۔

واضح رہے کہ اب قادیانی خود بچوں کے نام نہیں رکھتے بلکہ پیدائش سے قبل ہی لندن میں خط لکھ دیتے ہیں نام کے لئے۔وہاں سے دو نام آجاتے ہیں کہ اگر لڑکا ہو تو یہ نام رکھیں اور اگر لڑکی ہو تو یہ۔ان کی طرف سے محمد ‘عمر‘ عثمان‘ علی‘ حسن‘ حسین‘ فاطمہ‘ خدیجہ‘ آمنہ‘ زینب‘ جیسے اسلامی ناموں سے مکمل ”پرہیز“ کیا جاتا ہے۔بے شک وہاں سے نام گھوڑی ‘کالی‘ جیسے ہی نام آجائیں خوشی قبول کر کے بچوں کے منہ پر مل دیں گے۔

*

زبان کی حفاظت

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

مسلمان آدمی کے لئے زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ آدمی کے جسم میں زبان دیکھنے میں گو ذرا سی چیز ہے۔ مگر بڑی بڑی لڑائیاں کرا دیتی ہے اور دلوں میں پھوٹ ڈلوا دیتی ہے۔ انسان سے جو گناہ ہوتے ہیں اکثر یا تو زبان سے ہوتے ہیں یا ان میں زبان کا دخل ضرور ہوتا ہے۔ دنیا و آخرت کی کامیابی کی اور بہت سی مصیبتوں سے چھٹکارے کی سب سے اچھی اور عمدہ ترکیب یہ ہے کہ زبان اپنے قابو میں رکھی جائے۔ حضور علیہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ منہ کے بل اوندھے کر کے جو چیز لوگوں کو دوزخ میں گرائے گی وہ ان کی باتیں ہی ہوں گی۔

زبان سے بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ کفر کے کلمے زبان سے ہی نکلتے ہیں۔ غیبت زبان ہی سے ہوتی ہے۔ بہتان، لعنت، طعنے، گالیاں، جھوٹ، چغلی اور طرح طرح کے گناہ زبان سے ہوتے ہیں۔ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رکھو اور دنیا کی ضروری بات جس میں گناہ نہ ہو کر لو اور جتنی ضرورت ہو اسی قدر بولو۔ عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ بات میں بات لگائے جاتی ہیں اور تیری میری برائی میں گھنٹوں مجلس گرم رکھ کر اپنی عاقبت خراب کرتی ہیں۔ کسی کو کوستی ہیں اور کسی پر لعنت اور پھٹکار بھیجتی ہیں۔ اپنی برائی جتاتی ہیں اور دوسری عورتوں کی حقارت ظاہر کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب چیزیں آخرت میں ڈبونے والی ہیں ان سے بچو۔

جھوٹ کا بادل

فرمایا رسول اللہ علیہ ﷺ نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

چغلی

فرمایا رسول اللہ علیہ ﷺ نے کہ جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا۔

گانا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے۔ جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں مسلمان بنے۔ گانے مت سنو۔ نہ گانے کے شعر یاد کرو۔ یہ سخت گناہ ہے۔ مسلمانوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ دیکھو حضور ﷺ نے اس کو منافقت کا سبق بتایا ہے۔

غیبت کا گناہ

حضور ﷺ نے فرمایا غیبت کا وبال زناکاری سے بھی زیادہ سخت ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ غیبت کا وبال زناکاری سے بھی زیادہ سخت کیسے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے کہ بلا شبہ آدمی زناکاری کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ غیبت والے کا گناہ بخشا نہ جائے گا۔ جب تک وہی معاف نہ کردے۔ جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اسے بری لگے اس کا بڑا گناہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی مانگ لو۔ ورنہ قیامت میں اس کو اپنی نیکیاں دینی پڑیں گی اور اس کے گناہ اپنے اوپر لادنے ہوں گے اور اگر اس مرد یا عورت کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے جس کی تم نے غیبت کی یا دنیا ہی میں اب نہیں ہے تو اس کے لئے مغفرت کی اتنی دعا کرو کہ تمہارا دل گواہی دے دے کہ ہاں اس کی غیبت کا بدلہ میں نے ادا کر دیا۔

بہت سے لوگ غیبت کرتے ہیں اور جب کوئی منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ تو نہیں کہتے۔ جو برائی فلاں مرد یا عورت میں ہے اسی کا تو کہا ہے۔ یہی سوال ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کے سامنے رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے وہ عیب یا برائی بیان کی جو تیرے بھائی میں ہے تو اس صورت میں تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں تو اس صورت میں تو نے اس پر بہتان باندھا۔

الغرض جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان میں لگائے رکھو۔ دنیا کی کوئی ضروری بات ہوئی تو کر لی۔ کسی کو نصیحت کر دی۔ اسی میں مشغول رہو۔ جہاں تک ہو سکے ایسی بات بھی نہ کرو جس میں نہ گناہ ہو اور نہ ثواب ہو۔ اس میں بھی اپنی آخرت کا نقصان ہے۔ جس وقت ایسی بات کہی جس سے نہ گناہ ہوا نہ

ثواب ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا یا درود شریف کے مبارک الفاظ یا کوئی دوسرا کلمہ خیر نکل جاتا تو بڑا ثواب ملتا۔ لایعنی اور فضول باتوں اور بے کار کاموں سے دور رہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ بے کار کاموں کو چھوڑ دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک صحابیؓ کی وفات ہو گئی تو دوسرے صحابیؓ نے کہا کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خوشخبری دے رہے ہو اور حالانکہ تم کو پتہ نہیں کہ شاید اس نے لایعنی بات کی ہو یا ایسی چیز کے خرچ سے کنجوسی کی ہو جو خرچ سے گھٹتی نہیں۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے لغزش کھا جاتا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے بلاشبہ بندہ کبھی ایسا کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والا کہہ دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوزخ میں اس سے بھی زیادہ گہرا گرتا چلا جاتا ہے۔ جتنا پورب اور پچھم کے درمیان فاصلہ ہے۔ حالانکہ اس کو اپنی بات کی طرف دھیان بھی نہیں ہوتا۔ کہ میں نے کیا کہہ دیا۔

حضرت لقمان حکیمؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو حکمت کا یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں سچ بولتا ہوں۔ امانت ادا کرتا ہوں اور لایعنی باتوں سے بچتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بھی زبان کی حفاظت کی اور لایعنی باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

بقیہ : شیخ محمد عبداللہ

کے ایک ریلوے ملازم سے میرے رشتے کا بارے میں بات کر دی جس کا نام رحمت اللہ تھا اور کھٹانہ خاندان سے تعلق تھا اور یہ لوگ مغل پورہ لاہور کے رہنے والے تھے انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا یہ لوگ قیام پاکستان کے وقت مراد آباد ہندوستان سے آئے تھے۔ لیکن ہمارا رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے اپنے رشتہ داروں کو بھلا دیا ہے ہو سکتا ہے وہ بھی ہم کو بھول گئے ہوں لیکن پھر بھی ناکام کوشش کے طور پر ان تک ہمارا محبت بھرا پیغام پہنچے۔ آخر میں امت مسلمہ کو میرا یہ پیغام ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کے مقابلہ میں غیر مسلم کتنی اکثریت سے ہیں جو کہ بغیر کلمہ طیبہ کے مر رہے ہیں ان کی فکر کون کرے گا۔ لہذا یہ ہمارے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت کے ساتھ دین والوں کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قسط نمبر 1

خوف خدا اور فکر آخرت

مولانا قاضی احسان احمد

احادیث کی کتابوں میں جس طرح کتاب الدعیان، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الطہارہ، کتاب الصوم وغیرہ ہوتے ہیں پھر ان ابواب کے تحت انہی کے متعلق احکام کی احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔ اس طرح کتب حدیث میں کتاب الرقاق کے عنوان سے بھی احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جس کے تحت ان احادیث مبارکہ کو لایا جاتا ہے جن سے دل میں رقت اور فکر آخرت پیدا ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ذخیرہ احادیث میں سب سے زیادہ موثر اور زندگی کا رخ بدلنے والی اور فکر آخرت نصیب کرنے والی احادیث میں جن کے پڑھنے سے انسان کے اندر خوف خدا اور فکر آخرت پیدا ہوتا ہے۔

ایمان کے بعد انسان کی زندگی کو سوارنے اور فلاح کے مقام تک پہنچانے میں ان احادیث مبارکہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انسان کو کامیابیوں کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے ان دو چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ایک خوف خدا اور دوسرے فکر آخرت۔ کہ خوف خدا پیدا ہو جائے اور آخرت کو سنوارنے کی فکر پیدا ہو جائے تو یہ انسان راہ ہدایت سے کبھی بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ لہذا راہ نجات اور فلاح دارین حاصل کرنے کے لئے خوف خدا اور فکر آخرت کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت حنظلہؓ کی حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اکثر مجالس کا موضوع یہی دو چیزیں ہوا کرتی تھیں۔ جب بھی صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جنت ودوزخ کا ذکر سنتے تو ان کی حالت تبدیل ہو جاتی اور اسی وقت ان کی یہ حالت ہوتی کہ گویا جنت اور دوزخ کا حال ان کے سامنے آگیا ہے۔

انہی امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں سے چند ایک احادیث پیش کی جائیں گی جن کی تلاوت سے خدا کا خوف اور آخرت کی فکر نصیب ہو۔ اللہ کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لئے اور تمام عالم کے انسانوں کے لئے راہ ہدایت بنائے۔

اگر عالم غیب ہم پر منکشف ہو جائے

حدیث نمبر 1 ......بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اللہ کے قہر و جلال اور قیامت و آخرت کے خوفناک احوال کے متعلق تمہیں علم ہو جائے وہ سب کچھ تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بہت بڑھ جائے۔ (بخاری)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمہیں آخرت کے خوفناک اور لرزہ خیز قہر و جلال کا تمہیں علم ہو جائے جیسا کہ انکا مجھے علم ہے اور جو کچھ مجھ پر منکشف کیا گیا ہے اگر تم کو بھی اس کا پورا علم ہو جائے اور جو کچھ میں جانتا ہوں تم بھی اس کو جان لو اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی اس کو دیکھ لو تو تمہاری زندگی کا سب چین وسکون اور آرام ختم ہو جائے اور تم بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ روؤ گے۔ واللہ اعلم۔

حدیث نمبر 2 ......حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا میں عالم غیب کی وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چرچرا رہا ہے اور حق ہے کہ وہ چرچرائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ آسمان میں چار انگلی کے برابر بھی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو اگر وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے اور بستروں پر بیویوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد اور گریہ وزاری کرتے ہوئے بیابانوں اور جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کاش کہ میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث کے اندر بھی نبی کریم ﷺ نے خوف خدا اور فکر آخرت ہی بیان فرمائی ہے کہ اللہ رب العزت نے جو چیزیں میرے اوپر منکشف کی ہیں اور جن چیزوں کو میں دیکھتا اور سنتا ہوں اگر تم بھی ان چیزوں کو دیکھ لو اور ان کی خوفناک اور لرزہ خیز آواز سن لو تو پھر تم سب کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے یعنی زندگی کے عیش و عشرت اور لہو ولعب سب کو بھول جاتے اور اپنی بیویوں سے لطف اندوز ہونا اور ان سے پیار و محبت سب کچھ تم سے نکل جاتا اور پھر تم اپنے گھربار چھوڑ کر اس مال و متاع کی پرواہ کیے بغیر جنگلوں اور

بیابانوں میں نکل جاتے اور اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری کرتے اور اپنے گناہوں سے توبہ مانگتے اور اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتے۔ اس سے مجھ اور آپ کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر کتنا خوف خدا ہے اور فکر آخرت ہے کیا ہم نے اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کی تیاری کی ہے۔ کیا ہم اس قہر و جلال اور عظمت والے کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی ٹھہر سکتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاریؓ باوجود اس بات کے کہ اللہ کے مقبول ترین بندوں میں سے نبی کے شاگرد نبی کے صحبت یافتہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ان کی یہ کیفیت کہ ان کے دل کی یہ آواز زبان سے نکل جاتی ہے کہ آئے کاش میں ایک درخت ہوتا جس کو جڑ سے کاٹ ڈالا جاتا اور پھر آخرت میں حساب کے لئے میری پیشی نہ ہوتی۔

کبھی میں نے اور آپ نے غور کیا کہ ہم ہر وقت اپنے رب کو ناراض کرتے ہیں اس کے نبی کے طریقہ کے خلاف کرتے ہیں۔ ہمارا رب ہمیں جن کاموں سے منع کرتا ہے ہمارا نبی ہمیں جن امور سے روکتا ہے ہم وہی کرتے ہیں اور پھر اس کو برا بھی نہیں سمجھتے۔ کاش آج ہم سب کو یہ احساس ہو جائے کہ ایک دن ہم نے اسی دار فانی سے دار ابدی کی طرف جانا ہے اور اس بادشاہ کی بادشاہی میں جانا ہے جس سے بڑا کوئی بادشاہ نہیں جس سے بڑا کوئی مالک نہیں جس بڑا کوئی حساب لینے والا اور حساب کرنے والا نہیں تو پھر ہماری زندگی یکسر تبدیل ہو جائے ہمارے تمام کام شریعت کے عین مطابق ہو جائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنا خوف اور فکر آخرت نصیب فرمائے۔

غفلت کو دور کرنے کے لئے موت کو زیادہ یاد کرو

حدیث نمبر 3...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نماز کے لئے گھر سے مسجد تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (مسجد کے اندر ہی) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (ان کی غفلت والی حالت کو دیکھ کر ان کی اصلاح کے لئے فرمایا) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑنے والی موت کو زیادہ یاد کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے۔ لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ اس کے بعد فرمایا حقیقت یہ ہے کہ قبر ہر روز پکارتی ہے کہ میں مسافرت اور تنہائی کا گھر ہوں 'میں مٹی اور کیڑوں کا گھر ہوں' (اور قبر کی زبان حال کی اس پکار کو تو وہی سن

سکتا ہے جس کو اللہ نے اس کے سننے کی اہلیت اور اس کے سننے کے لئے کان عطا فرمائے ہوں) اس کے بعد آپ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ مرنے کے بعد اس قبر کا اس مرنے والے کے ساتھ تو معاملہ اس کے ایمان اور عمل کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا جب وہ بندہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے جو حقیقی مومن ہوتا ہے تو زمین کہتی ہے مرحبا (خوش آمدید میرا دیدہ ودل فرش راہ) خوب آئے اور اپنے ہی گھر آئے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جتنے لوگ میرے اوپر چلتے تھے ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے تم تھے اور آج جب تم میرے سپرد کر دیئے گئے ہو اور میرے پاس آگئے ہو تو تم دیکھو گے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ پھر وہ زمین اس بندہ مومن کے لئے تاحد نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی بدکار قسم کا آدمی یا ایمان نہ لانے والا آدمی زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے کہ جتنے آدمی میرے اوپر چلتے پھرتے تھے' تو مجھے ان سب سے زیادہ برا لگتا تھا اور آج جب تو میرے حوالہ کر دیا گیا ہے اور میرے قبضے میں آگیا ہے تو ابھی تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ زمین ہر طرف سے اس کو دباتی ہے اور تنگ ہونا شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس دباؤ سے اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے عملی طور پر اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ میں ڈال کر بتلایا کہ زمین اس طرح اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا پھر اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جن میں سے اگر ایک اپنی پھنکار زمین پر مارے تو جب تک دنیا باقی ہے اس جگہ سے سبزہ نہ اگ سکے۔ پھر یہ اژدھے برابر اس کو کاٹتے اور نوچتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت اور حشر کے بعد وہ مقام حساب پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو توفیق دے کہ موت اور قبر کی یاد کے ذریعہ اپنی غفلتوں کا علاج کریں اور خدا کے خوف اور فکر آخرت کو اپنی آنے والی ابدی زندگی کی اساس بنائے اور اپنے لئے فلاح دارین کا انتظام کریں۔ وماتوفیقی الا باللہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا نفسیاتی تجزیہ

پروفیسر محمد شریف

عام آدمی مجموعہ اضداد ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت کو انواع و اقسام کی لاتعداد کیفیات سے نوازا گیا ہے۔ فرد کی زندگی میں بے وقوفیاں' نادانیاں اور کم عقلیاں بھی پائی جاتی ہیں اور ذکاوت و فراست اور فہم و شعور بھی ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ فسق و فجور کی کالک بھی انسان میں پائی جاتی ہے اور تقویٰ اور پرہیزگاری کا نور بھی۔ یقیناً انسان کی اسی دورخی نفسی کیفیت کے بارے میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"فالهمها فجورها وتقوٰها۰ سورة الشمس"﴿پس ہم نے الہام کیا اس پر فجور کا اور تقویٰ کا﴾

یہ تو عام آدمی کی بات ہے۔ پیغمبر علیہ السلام آدمی ہوتے ہوئے بھی عام آدمی کی سطح سے نہایت اعلیٰ و ارفع ہوتے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب و روح کی وہ توانائیاں مرحمت کی گئی ہوتی ہیں جس کا عام آدمی کو عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوتا۔ کوئی بھی پیغمبر علیہ السلام شخصی' قلبی' روحانی' عقلی' فکری اور وجدانی طور پر اور لوگوں سے زیادہ اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آگے ایک نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقصد ہوتا ہے۔ ان کو خدا کی طرف سے انسانیت کی تعمیر و ترقی اور اصلاح کا عظیم کام تفویض ہوتا ہے۔ ان کا مشن انسانی دنیا میں انقلاب برپا کرنا ہوتا ہے۔ اس مقصد عظیم کی تکمیل کے لئے پیغمبر علیہ السلام اپنے زمانے کے مکمل رجحانات اور پوری روح عصر سے آگاہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ وحی آسمانی کے ساتھ ساتھ عصری علوم و حقائق پر بھی ان کی گہری نظر ہوتی ہے۔ کیونکہ زمانے کے تقاضوں اور ضروریات سے بے خبر ہو کر وہ اپنے مشن کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ مجموعی طور پر ایک پیغمبر علیہ السلام کی فکر بڑی بلند' بصیرت بڑی عمیق اور نگاہ بڑی تابناک ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ظاہری حسن و رعنائی کا ایک دلپذیر نمونہ بھی ہوتے تھے۔ ان کی جسمانی صحت اور ظاہری شخصیت ایک طرف قابل رشک اور دوسری طرف متاثر کن ہوتی تھی۔ یہ ان کی ظاہری شکل و صورت کی موثر سحرکاری تھی کہ لوگ ان کی طرف محبت سے کھچے چلے آتے تھے۔

یہ حال تو سچے پیغمبروں کا تھا۔ جھوٹے اور کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنی اور جسمانی حالت کی کہانی خود ان کی زبانی سن کر بے اختیار ہماری ہنسی چھوٹ جاتی ہے۔ ان کی جسمانی خباثتوں اور فکری مغالطوں کو دیکھ کر بجائے ان سے متاثر ہونے کے ان کا بھرپور مذاق اڑانے کو جی چاہتا ہے اور دل میں احترام اور عزت کے جذبات کی بجائے ایک گونہ انقباض اور ناپسندیدگی کی کیفیت ابھرتی ہے۔ آیئے آپ بھی مرزا قادیانی کی صحت کے بارے میں خود ان کی زبانی سنیئے :

”میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری بیماری ذیابیطس ہے اور ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“(ضمیمہ اربعین نمبر ۳‘۴ ص ۴)

ملاحظہ کیا آپ نے۔ ایسا شخص جو مختلف امراض میں گھرا ہوا ہو‘ جو بار بار قضائے حاجت کے لئے جائے‘ ایسے شخص کی طہارت وصفائی کی حالت لازماً گندی ہوگی۔ ایسے میں ایسے فرد سے قدرتی طور پر کراہت وناپسندیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ چہ جائیکہ ایسے کو پیغمبر مانا جائے اور اس کی باتوں کو الہام کہا جائے۔

مرزا قادیانی اپنی ابتری کے بارے میں مزید لکھتا ہے :

”میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔“(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۲۱)

سبحان اللہ حافظے کا یہ حال اور دعویٰ پیغمبری کا! یہ مرزا قادیانی ہی کا حوصلہ تھا۔ مگر اس سلسلے میں وہ بے اختیار تھا بے چارا کیونکہ اختلال دماغ کے تمام مریض اپنے افعال وکردار میں بے اختیار ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے بارے میں خود جو کچھ اپنی زبان سے پھوٹ سکتے تھے انہوں نے جا بجا کہا مگر ان کے چیلے بھی نہایت ”عالی دماغ“ واقع ہوئے تھے۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ انہوں نے بھی اپنے پیر کے کرتوت نہیں چھپائے اور نادان دوست بن کر مرزا قادیانی کو دنیا بھر میں رسوا کیا۔ چنانچہ جلال الدین شمس قادیانی اپنی کتاب ”منکرین خلافت کا انجام“ ص ۹۶ پر لکھتا ہے کہ :

”ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں

طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔“

اسی طرح ان کے صاحبزادے بشیر احمد اپنی کتاب ”سیرت المہدی“ حصہ دوم ص ۵۸ پر لکھتے ہیں کہ :

”بعض دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑھی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بار ہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا۔“

معراج الدین عمر نے مرزا قادیانی کے حالات زندگی میں یہ بات بھی بتائی ہے کہ :

”آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت اپنی جیب میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔“ (تتمہ براہین احمدیہ ج اول ص ۶۷)

سبحان تیری قدرت ! کیا کراماتی شخصیت پائی تھی مرزا قادیانی نے یعنی مٹی اور گڑ کے ڈھیلے ایک ہی جیب میں۔ یقیناً کئی بار ان کو مزہ آیا ہوگا جب آپ نے گڑ کی جگہ مٹی کا ڈھیلا کھایا ہوگا اور قضائے حاجت کے لئے گڑ کا ڈھیلا استعمال کیا ہوگا۔ مذکورہ بالا تمام باتوں سے ایک عام آدمی بھی بآسانی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ تمام حرکات وسکنات پاگلوں‘ دیوانوں اور خبطیوں کی ہیں۔ ایک عام آدمی بھی ایسی حرکت نہیں کرتا۔ پیغمبر کی تو شان ہی اور ہوتی ہے۔ آپ تو تمام انسانوں سے ہر لحاظ سے مکمل اور ارفع ہوتے ہیں۔

یہ تو ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ مرزا قادیانی زبردست قسم کے ذہنی اور نفسیاتی عارضوں میں مبتلا تھے۔ یہاں پر اقتداری مالیخولیا کی ایک قسم ”مذہبی پیرانائے“ کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ حزب اللہ ایم اے اپنی کتاب ”تحلیل نفسی“ ص ۵۱۲ پر لکھتے ہیں :

”اقتداری پیرانائے مریض کا لاشعوری تصور : ”میں اس سے محبت کرتا ہوں۔“ اس کے لئے خوشگوار بن جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اسے اس تصور سے بدل دیتا ہے : ”میں اسے محبت نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہوں۔“ ہوتے ہوتے اظلال کے باعث وہ کچھ اس رنگ کا وسوسہ وضع کر لیتا ہے : ”سب مجھ سے محبت کرتے ہیں...... میں بہت بڑا آدمی ہوں۔“

مذہبی پیرانائے کی صورت میں لاشعوری تصورات : "مجھے اس سے محبت ہے۔" کے "اس" کو گوشت پوست اور مادیت کے بندھنوں سے نکال دیا جاتا ہے اور مابعد الطبیعاتی رنگ دے دیا جاتا ہے اور خیال کی پہنائی اسے اللہ تعالیٰ اور دیوی دیوتاؤں کی طرف لے جاتی ہے۔ پھر یہی تصور اظلال کے باعث : "خدا مجھے محبت کرتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا منتخب بندہ ہوں اور اس کا برگزیدہ خادم۔" اور اس طرح ایسے ذہنی مریض نئے نئے دین وضع کرتے ہیں اور مذہبی کتابوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال دیں۔

جناب حزب اللہ ایم اے اسی ذہنی بیماری کے لئے ایک سکول ماسٹر بشیر احمد ایم اے بی ٹی کی مثال دیتے ہیں کہ کس طرح اس نے ۲ جون ۱۹۵۸ کو شاہزادی مارگریٹ کے نام ٹیلی فون کال بک کرائی اور اس سے بات کرنے کی خاطر آدھا گھنٹہ انتظار کیا۔ اگلے روز وہ پھر اسی امید پر آیا مگر پولیس نے اسے دیوانہ سمجھ کر گرفتار کرلیا اور دماغی ہسپتال بھجوادیا۔

بشیر احمد کا کہنا تھا کہ اس نے تین سو ستائیس (۳۲۷) خطوط ۱۹۵۶ سے لے کر اب تک لکھے ہیں لیکن سازشوں کے باعث کوئی خط بھی شہزادی مارگریٹ کو نہیں ملا۔ ورنہ اسے یقین کامل تھا کہ شہزادی اسے بلوالیتی۔ کیونکہ وہ مسیح موعود ہے اور اس کا شہزادی کے ساتھ بیاہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے اور اسے کوئی فسخ نہیں کرسکتا۔" (تحلیل نفسی حزب اللہ ایم اے ص ۵۱۲'۵۱۳)

تقریباً اسی نوعیت کی واردات مرزا قادیانی کے ساتھ "محمدی بیگم" کے مشہور قصے میں بھی ہوئی۔ محمدی بیگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی تھی جو مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی تھے اور لڑکی کی والدہ مرزا قادیانی کی چچازاد ہمشیرہ۔ محمدی بیگم کی عمر صرف گیارہ سال تھی جب مرزا قادیانی نے ذہنی اختلال کی حالت میں ایک دفعہ اعلان کیا کہ :

"خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۶)

بات ہورہی تھی مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کی اور ہم نے تحلیل نفسی کے حوالے سے دیکھا کہ

مذہبی پیرانائے میں مبتلا ہو کر ذہنی مریض عجیب و غریب تصورات اپنے ذہن میں بٹھا دیتے ہیں اور کبھی کبھی مرزا قادیانی کی طرح پیغمبری کا اور محدود کیسوں میں خدائی کا دعویٰ بھی کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ ماورائی مخلوق، جنوں، پریوں اور فرشتوں حتیٰ کہ خدا سے بھی براہ راست تعلق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آیئے آپ کو دکھاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس سلسلے میں بھی کیا گل فشانی کی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"پانچ مارچ ۱۹۰۵ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا نام کچھ نہیں، میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا، اس نے کہا، میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔" (حقیقت الوحی ص ۳۳۲)

فرشتے کا نام "ٹیچی ٹیچی" آپ اسے دیوانے کی بڑ نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔ ایسی باتیں صرف پاگل اور مخبوط الحواس آدمی ہی کر سکتا ہے۔ صحیح الدماغ آدمی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جس ذہنی بیماری (مالیخولیا) کے بارے میں ہم نے بات کی اس میں ذہنی مریضوں کو مختلف واہمے مثلاً واہمہ خیال یا واہمہ نظر بھی لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں مریض کو عجیب و غریب باتیں سوجھتی اور نظر آتی ہیں۔ دراصل ایسے مریض زبردست ذہنی الجھاؤ کا شکار ہوتے ہیں اور انکا نفس (لاشعوری) ان الجھاؤ کو مزید الجھا کر اس کے سامنے متشکل کر لیتا ہے اور مریض کی یہی ذہنی کیفیت اسے عجوبہ روزگار بنا دیتی ہے۔ آیئے عجوبہ روزگار مرزا قادیانی کے کچھ "الہامات" سے محظوظ ہوتے ہیں:

مرزا قادیانی کے مجموعہ مکاشفات کے ص ۳۸ پر لکھا ہے:

"حالت کشفی میں جب کہ حضور (مرزا قادیانی) کی طبیعت ناساز تھی، ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا "خاکسار پیپر منٹ"

مرزا قادیانی کے واہموں کی ایک تصویر اور ملاحظہ کریں:

"مریم علیہ السلام کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو میں دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۴۷)

سبحان اللہ "حاملہ" بھی خود اور "ابن مریم" بھی خود ہی۔ پیغمبری کا دعویٰ اور وہ بھی اس بھونڈے

طریقے سے۔اس سے تو ایک اور ذہنی مرض ''دوہری شخصیت''کا سراغ ملتا ہے۔جس میں فرد لاشعوری طور پر دو مختلف یا کئی شخصوں میں بٹ جاتا ہے۔اس لئے فرد کبھی ایک شخص کے زیر اثر ہوتا ہے کبھی دوسری کے۔اس طرح وہ کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ۔یوں اس کے اقوال میں تناقص اور تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔مرزا قادیانی بھی اوپر کی مثال میں مرد اور عورت کی دو مختلف شخصیتوں میں بٹا ہوا نظر آتا ہے۔مرزا قادیانی کے پاگل پن کو دیکھ کر ہی حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ماہر علم النفس مرزا قادیانی کا نفسیاتی تجزیہ کر کے بتائے کہ وہ کس قسم کے نفسیاتی الجھنوں کے مریض تھے اور اس کی بنیادی وجہ کیا تھی۔مذکورہ بالا قسم کے الہامات ہی تھے جن کے پیش نظر انہوں نے اس امر کی ضرورت محسوس کی تھی۔ویسے خود قادیانی حضرات کی بھی یہی تحقیق ہے کہ مرزا قادیانی(مالیخولیا) کے مریض تھا۔

''مراق کا مرض مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھابلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھااور اس کا باعث سخت دماغی محنت' تفکرات' غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھااور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔''(رسالہ ریویو قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ء)

اس تمام بحث سے یہ بخوبی آشکارا ہو جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی زبردست قسم کا ذہنی مریض اور نفسیاتی امراض کا شکار تھا۔ان کا ذہن ایک نہیں لاتعداد مگر خطرناک بیماریوں کا گھر تھا۔یہ باتیں ان کی اپنی تحریرات میں بھی ہیں اور ان کے پیروکار بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔کہ مرزا قادیانی ذہنی اختلال کے خطرناک امراض کا شکار تھے۔لیکن حیرت ہے ان کے متبعین پر جن میں اچھے خاصے تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل ہیں اور وہ مرزا قادیانی کے اس قسم کے الہامات اور مکاشفات کو خدا کی طرف سے عطا کردہ وحی اور علم غیب مانتے ہیں۔یقیناً مرزا قادیانی کے پیروکار بھی انہی کے ذہنی معیار کے لوگ ہیں۔ان کے بھی ذہن میں فتور ہے۔تبھی تو یہ مرزا قادیانی کی بڑ کو وحی والہام سمجھتے ہیں۔سچ ہے کہ :

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

دیوانے دو نہیں بلکہ دیوانے کئی اور سچ کہا ہے کسی نے کہ :

کسندہم جنس باہم جنس پرواز

اور قرآن کریم تو کہتا ہی سچ ہے :

''اندھی عقیدت سے دلوں پر مہریں لگ جاتی ہیں اور آنکھوں پر پردے پڑجاتے ہیں۔''

مختصر حالات زندگی شیخ محمد عبداللہ

از قلم: گل حسن کھر

"ان الذین عنداللہ الاسلام" یہ تعارف ایک ایسے ہندو نوجوان کی ایمان افروز داستان ہے جو کہ جوانی میں مسلمان ہوا: "من الظلمات الی النور" کفر و شرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی تک پہنچ کر کامل ایمان والا بن گیا۔ اسلام دین حق ہے اسلام ہی کو وہ مقام حاصل ہے کہ کسی قبیلے والا بلا رنگ و نسل کے امتیاز کے اسلام میں داخل ہو اور پھر کامل ایمان والا بن کر دین پر چلے گا وہ کامیاب ہے کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابی اللہ پاک نے اپنے پورے دین میں رکھی ہے۔ ملت اسلامیہ کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ رب العزت کی ذات عالی نے روز اول سے لے کر تا ابد تک انبیاء علیہ السلام کے ذریعے ایسا سلسلہ جاری فرمادیا ہے کہ جس کے ذریعے سے انسانیت کو ہدایت نصیب ہوئی اور امت آج بھی اسی طرح ہدایت سے سرفراز ہورہی ہے۔ آخر الزمان پیغمبر ﷺ کی ذات گرامی نے اور صحابہ کرامؓ نے مل کر دین عالی کی محنت فرمائی تو لوگوں کی زندگیوں میں دین آیا۔ اس محنت کی برکت سے بے شمار مفسرین، محدثین، مبلغین، مصنفین، مدرسین، حفاظ، قراء، ارباب افتاء، وقضا، روحانی بزرگ، سیاسی راہنما اور اہل قلم و دانش پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ختم نبوت کے صدقے کار نبوت سے سرفرازی بخشی۔ فرمایا تم بہترین امت ہو تمہارا وجود ہی اس لئے ہے کہ تم لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ وہ نفع کیا ہے یعنی کہ لوگ شرک سے ہٹ کر توحید پر آجائیں۔ برائی سے بچ کر بھلائی میں لگ جائیں۔ گویا یہ ہماری ذمہ داری ہے لوگ جہنم والے راستے سے ہٹ کر جنت والے راستے پر لگ جائیں یہ ہے ہم سب مسلمانوں کو احساس ذمہ داری کا فریضہ جس کی ادائیگی پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ عزت و مقام عطا فرماتے ہیں۔ ایسے کاموں میں اگر نام و نمود مقصود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ یہ واقعہ اپنے طور پر دلچسپ اور پراثر ہے مگر میرے لئے برسوں سے دل کی خلش بنا رہا جن صاحب کا تعارف اور حالات زندگی لکھ رہا ہوں، جس کا اظہار زبان و قلم سے بہت عرصہ گزرا نہیں کرسکتا تھا یعنی جن کے حالات زندگی میں نے لکھے ہیں وہ میرے بہت ہی زیادہ قریب ہیں۔ بھائیوں سے بھی زیادہ گہرے ہیں۔ میرے دل میں اس کی بے پناہ محبت

ہے۔ یعنی میرے اس بھائی کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے علاوہ اور کچھ بھی مقصود نہ ہو۔ میں نے ان سے جو تفصیلی ملاقات کی وہ کچھ یوں ہے:

السلام علیکم!

وعلیکم سلام ورحمۃ اللہ!

آپ کا کیا نام ہے! جی میرا نام شیخ محمد عبداللہ۔

میں نے کہا جی میں آپ کی سابقہ زندگی سے لے کر اسلام قبول کرنے تک کے حالات کی تفصیل معلوم کرنے آیا ہوں۔ تو وہ یوں گویا ہوئے:

1947ء کو جب پاکستان بنا تو بلوچستان کو پہلے کی طرح مکمل ایک آزاد ریاست کا درجہ حاصل تھا اور بلوچستان میں ہندوؤں کی اکثریت رہ گئی تھی' تو نوابوں سرداروں کا تحفظ حاصل تھا۔ اس لئے ہندوؤں کو کسی بھی قسم کی فکر اور خطرہ لاحق نہیں تھا یعنی اس وقت میری عمر تقریباً تیرہ چودہ سال کے قریب تھی۔ اللہ رب العزت نے مجھے بچپن ہی سے بتوں سے نفرت دلادی تھی اور نہ ہی کھیل تماشے اور لہو لعب سے لگاؤ تھا اور نہ میں نے کبھی شراب پی ہے اور نہ اس کے قریب گیا ہوں۔ اسکول کے زمانے میں اکثر مسلمان ہم عمر بچوں سے کھیلنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہتا تھا۔ 1948ء کی بات ہے کہ میرے والد (چوہڑمل) نے ایک مسلمان استاد (عطاء محمد) کو ٹیوشن پر رکھا ہمارے استاد زرگر تھے وہ مجھے اپنی دکان پر پڑھا کرتے۔ ان کی دکان کے پیچھے مسجد شریف تھی۔ میرے استاد نے میری ڈیوٹی لگادی تھی کہ مغرب کے وقت وہ مجھے تیل کے پیسے دیتے ہر روز مسجد کا دیا جلایا کرتا اور جمعہ کو مسجد کی صفائی کرتا۔ بس اللہ تعالیٰ کو میرے یہ دو کام پسند آگئے مجھ پر اللہ تعالیٰ راضی ہوئے۔ میں نے اپنے دل کی کیفیت استاد کو بتائی چونکہ ہمارا شہر لہڑی (ضلع بولان) بلوچ قبائل (ڈومکی) کا گڑھ تھا سردار بختیار خان ڈومکی معروف تھے۔ ان کے بیٹے سردار چاکر خان ڈومکی (موجودہ سردار) میرے ہم کلاس تھے لوگوں پر ان کا رعب تھا اور پھر ہندوؤں کی وہاں اکثریت تھی ہندوؤں کی سردار کے آگے زیادہ چلتی تھی لہٰذا میرے استاد نے مجھے مشورہ دیا کہ کوئٹہ چلے جائیں وہاں مسلمان مدد بھی کریں گے۔ 31 اگست 1955ء کو میں لہڑی سے اکیلا نکلا اور کوئٹہ پہنچ گیا کوئٹہ کی مرکزی جامع مسجد پہنچ کر مسجد کے امام جناب مولانا عبدالشکور کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ اتفاق دیکھئے اسی دوران مستونگ کے ایک ہندو مسلمان ہوچکے تھے جن کا اسلامی نام عبدالرحمن رکھا میرا سابقہ نام لال چند تھا

عبداللہ رکھا گیا۔ میرے اسلام لانے کے بعد ہندو منظم ہوگئے کئی ہندو پنچائتیں اکثریتی علاقوں سے لہڑی پہنچنا شروع ہوگئے۔ لہڑی سے ضلع بولان اور ضلع کچھی سے بھاگ سبی نشاپور جیکب آباد مستونگ قلات سے ہندو پنچائت کے لوگ جمع ہوگئے تھے اسی دوران میرے استاد عطاء محمد نے اپنے آبائی گاؤں لہڑی سے نقل مکانی کرکے بھاگ شہر میں سکونت پذیر ہوگئے۔ میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے استاد کے پاس آگیا میرے رشتے داروں نے پوری طرح زور لگانا شروع کردیا شادی وغیرہ اور دھن دولت کے لالچ دیئے میرا ایمان مضبوط اور قوی ہوچکا تھا جوں جوں زور لگاتے رہے ویسے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت میرے شامل حال رہی سرداروں کے ذریعے سے میرے استاد پر دباؤ ڈالا گیا مجھ پر سختیاں کرنی شروع کردیں میرے خلاف مقدمہ ہوا عدالت میں کیس دائر کردیا گیا۔ اس وقت بھاگ ضلع کچھی کی عدالت کے A.C چوہدری خلیل الرحمٰن ایک متعصب قادیانی تھے انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ بھرپور تعاون کیا لیکن وہ بھی بلوچستان کے غیور عمائدین اور قبائلی سرداروں سے ڈرتے تھے۔ ان کی طرف سے چپکے سے ہندوؤں کی مدد ہورہی تھی انہوں نے ہندوؤں کے کہنے پر مجھے قیدی کی حیثیت سے بھاگ شہر کے معتبر ارباب جعفر خان اریی کی تحویل میں دے دیا اور اس دوران کیس چلتا رہا اور وہ لوگ مجھے طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے پریشان کرتے رہے عام کریمنل کی طرح کیس کو جرگہ میں ڈال دیا گیا اس وقت جرگہ ممبران اعلیٰ اہمیت والے لوگ تھے خاص طور پر ہمارے بلوچستان کے معروف نواب سیف اللہ خان مگسی نمایاں تھے (سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان ذوالفقار علی مگسی) کے والد محترم جعفر خان اریی و دیگر ممبران A.C صاحب کو درخواست میں لکھا کہ ہندوؤں کی جانب سے مقدمہ کو مسلمانوں کے خلاف ایک مضحکہ خیز سازش قرار دیتے ہوئے اس کیس کو خارج کرنے کی درخواست کی علاقہ کے معتبرین کا جب A.C پر اثر رسوخ بڑھا تو اس کیس کو انہوں نے خارج کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا جب کرم ہوجائے تو بندے کا جہاں سے گمان تک نہیں ہوتا تو وہاں کام بن جایا کرتے ہیں۔ 1956ء میں ایک شخص بشیر احمد نامی نے اسی قادیانی A.C کو درخواست دی عرائض نویسی کے لئے۔ لیکن A.C نے میری درخواست کے بغیر میرے آرڈر کردیئے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے رزق میں بھی بے پناہ برکت عطا کردی۔

مئی 1967ء کی بات ہے میرے استاد عطاء محمد صاحب نے میرے لئے رشتے کی کوششیں شروع کردیں میرے استاد کے ایک واقف کار کے توسط سے ریلوے اسٹیشن بیل پٹ (موجودہ نختیار آباد)

بقیہ صفحہ ۴۳

جماعتی سرگرمیاں

عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترمیم اور اسلامی دفعات کو شامل کیا جائے

حکومت نے حضرت لدھیانویؒ کے قتل کی سازش کو بے نقاب کرنے میں سستی کی تو عوامی غیض و غضب سے نہیں بچ سکے گی

مولانا لدھیانویؒ کے مشن کو انشاء اللہ تابندہ رکھا جائے گا

تعزیتی جلسے سے علماء کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 28 مئی کو مسجد شہداء مال روڈ میں شہید ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے حافظ محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا مسعود اظہر، مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت لدھیانویؒ کے رفیق خاص مولانا مفتی محمد جمیل خان، حافظ ریاض احمد درانی، پیر سیف اللہ خالد، مولانا سیف الدین سیف، قاضی محمد یونس، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری نذیر احمد، صاحبزادہ سعید احمد، مولانا محمد اشرف، قاری شبری احمد، محمد عتیق انور، پروفیسر عبدالرحمٰن، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، سردار محمد خان لغاری، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، محمد ممتاز اعوان، مولانا لطیف الرحمٰن، مولانا خلیل الرحمٰن، پیر جی عطاء المہیمن بخاری، محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سمیت کئی ایک علماء نے خطاب کیا۔

مقررین نے اپنے بیانات میں حضرت لدھیانویؒ کی دینی خدمات خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت لدھیانویؒ کے مشن کو جاری رکھا جائے گا۔ قانون تحفظ ناموس رسالت کے تحفظ اور قادیانیوں سے متعلق ترمیم اور اسلامی دفعات کو آئین میں شامل کرانے کی جدوجہد جاری رہے گی۔ مقررین نے مولانا شہید کے قاتلوں کی گرفتاری اور سازش کو بے نقاب کرنے کی سندھ انتظامیہ کی کوششوں کو ناکافی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ فوجی ایجنسیوں سے

تحقیق کرائی جائے اور فوری طور پر قاتلوں کو گرفتار کر کے سازش کو بے نقاب کیا جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر حکومت نے اس میں سستی یا سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو عوامی غیض و غضب سے نہیں بچ سکے گی۔ علماء نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔ قادیانیوں اور عیسائیوں کو ان کے تعلیمی ادارے واپس دینے کا فیصلہ واپس لے۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت لدھیانویؒ کے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

شہید ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام جامع مسجد شیرانوالا باغ میں شہید ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا حافظ حسین احمد نے کہا کہ مولانا لدھیانویؒ کا المناک قتل حکومت کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس داغ کو دھونے کے لئے مستعدی سے کام لے کر مولانا کے قاتلوں کو گرفتار کرے۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ آئین معطل ہونے سے قادیانی ملک و ملت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ مولانا لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد اٹھنے والی تحریک انشاء اللہ قادیانیت کے خاتمہ کی تحریک ہو گی۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانی را' موساد اور سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں۔ مولانا لدھیانویؒ کے قتل میں حکومت قادیانیوں کو شامل تفتیش کر کے اس کیس کو حل کرے۔ مولانا محمد امجد خاں نے کہا کہ ختم نبوت کی تحریک کو مولانا لدھیانویؒ کی شہادت سے دبایا نہیں جاسکتا۔ کانفرنس سے حافظ رشید احمد' مولانا رحمت اللہ نوری' ڈاکٹر غلام محمد' مولانا محمد نواز بلوچ' رانا خالد محمود' حافظ محمد صدیق' علامہ محمد احمد' حافظ گلزار احمد' میاں نذیر احمد ایڈووکیٹ' مولانا قاضی منصور الحق' مولانا ضیاء الدین آزاد' حافظ محمد ثاقب' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' شیخ عبدالستار' مولانا محمد اسلام اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔ علاوہ ازیں 18 مئی کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے دفتر میں ایک ہنگامی اجلاس مولانا حکیم عبدالرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا لدھیانویؒ کی المناک شہادت پر کے واقعہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ شرکائے اجلاس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ آئین میں اسلامی دفعات کو پی سی او کے تحت شامل کیا جائے۔ جمع کی چھٹی بحال کی جائے اور مولانا لدھیانویؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا

دی جائے۔ بعد ازاں بخاری ہال میں حضرت مولانا لدھیانویؒ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ جس میں حافظ محمد یوسف عثمانی' مولانا فقیر اللہ اختر' پروفیسر محمد اعظم' قاری شمس الرحمٰن' پروفیسر محمد انور' محمد امان اللہ قادری' سید حسین احمد زید' حافظ احسان الواحد اور دیگر کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

حضرت مولانا لدھیانویؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر آغا سید شاہ محمد' ناظم اعلیٰ قاری خلیل احمد' مولانا عبدالمجید' قاری عبدالحفیظ' حاجی احمد حسین' حاجی عبدالرشید' قاری جمیل احمد اور مولانا محمد حسین ناصر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر گہرے دکھ اور رنگ کا اظہار کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ حضرت لدھیانویؒ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

ختم نبوت سنٹر انٹورین و مدنی مسجد لیسیج بلجیئم میں تعزیتی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیئم کے دفتر میں ایک تعزیتی اجلاس جناب حاجی عبدالحمید کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا لدھیانویؒ کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ حضرت مولانا لدھیانویؒ کے مشن کو ہر حال میں پورا کیا جائے گا اور قادیانیت کا تعاقب اسی طرح جاری رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیدار بلجیئم کے جس جس شہر میں موجود تھے وہاں پر تمام سیاسی و سماجی حلقوں نے اظہار تعزیت کی۔ برسلز میں ملک محمد افضل' انٹورین میں حاجی عبدالحمید' چوہدری محمد افضل' چوہدری محمد خلیل' اسی طرح لیسیج شہر میں قاری محمد یوسف کے پاس تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے اظہار تعزیت کیا۔ بعد ازاں 20 مئی 2000ء کو بلجیئم کے شہر لیسیج میں ختم نبوت سنٹر مدنی مسجد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے شرکت کی۔ تعزیتی اجلاس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیئم کے امیر حاجی عبدالحمید' جمیعت علماء برطانیہ کے صدر قاری تصور الحق' سپاہ صحابہؓ کے جناب ذوالفقار احمد ڈوگر' مدنی مسجد کے خطیب قاری محمد یوسف نے خطاب کیا۔ تمام مقررین نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ جب تک ہم زندہ ہیں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مشن کو آگے

بڑھاتے رہیں گے۔ آخر میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

حضرت مولانا لدھیانویؒ کا قتل عالم اسلام کے لئے عظیم سانحہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے ونور پکھل کا ایک ہنگامی اجلاس مدرسہ رحیمیہ نیو مراد پور میں مولانا محمد مظفر اقبال قریشی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا سید اسرار الحق شاہ' قاری محمد سید شاہ نقشبندی کے علاوہ دیگر عہدیداروں اور کارکنوں نے بڑے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

گمبٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام گمبٹ میں ایک مشترکہ ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت پر گہرے رنگ و غم کا اظہار کیا گیا۔ شرکائے اجلاس نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قلم نے مرزائیت کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔ پوری مرزائی ذریت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا نام سن کا کانپ اٹھتی تھی۔ شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قتل میں مرزائی غنڈوں کو شامل تفتیش کیا جائے۔

پشاور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس مفتی شہاب الدین کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ناظم اعلیٰ مولانا نور الحق نور' مولانا سید امام شاہ' مولانا اکرام اللہ جان اور حاجی فضل حسین کے علاوہ سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ شرکائے اجلاس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

ملک کے دیگر حصوں کی طرح بھکر' چیچہ وطنی' بہاول نگر' بی' ایبٹ آباد' ٹنڈو آدم' گلارچی' حیدر آباد' بدین' کھوسکی' شادی لارج' تلہار' سجاول' ماتلی' میرپور خاص' ڈگری' کنری' جیکب آباد' لاڑکانہ'

غرض پورے ملک میں احتجاجی جلسے' جلوس اور تعزیتی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ جن میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور قاتلوں کی گرفتاری پر زور دیا گیا۔

قادیانیت کا خمیر اسلام دشمنی سے اٹھا ہے

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں کی گئی بیش بہا خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے گجرات' بدوملہی' قصور' اوکاڑہ' سانگلہ ہل' منڈی ڈھاباں سنگھ میں شہید ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ان کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ قادیانیت کا خمیر اسلام دشمنی سے اٹھا ہے۔ کوئی موقعہ ایسا نہیں ہوتا کہ قادیانی ملک وملت کے خلاف سازشوں میں مصروف نہ ہوں۔ قادیانیوں نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے خلاف اپیل کر کے ملک عزیز کی مشکلات میں اضافہ اور ملک دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت کے خاتمہ تک ختم نبوت کی تحریک جاری رہے گی۔ آخر میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے لئے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

مژدہ صحت

ایسے نوجوان جو غلط ماحول کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر مایوسی کی زندگی گزار رہے ہوں۔ وہ ہم سے رابطہ کر کے اپنی خوداعتمادی کو بحال کریں۔

تفصیلاً حالات تحریر کریں۔

جوابی لفافہ یا خرچہ ڈاک ساتھ ارسال کریں اس کے بغیر جواب نہیں دیا جائے گا۔

پتہ: حکیم رشید احمد موری گیٹ قصور (پاکستان)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : نماز حنفی مدلل

ترتیب وتصنیف : حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ

اضافہ : مولانا عبدالباقی

صفحات : 93

قیمت : 10 روپے صرف

ناشر : ابو حنیفہ اکیڈمی درس پیر جی بلاک نمبر 6 چیچہ وطنی

نماز حنفی کے مصنف حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ ملک کے نامور عالم دین، شیخ الحدیث، فقیہہ و محدث تھے۔ نماز حنفی وہ مقبول ترین نماز کی کتاب ہے جو ہر مکتب اور مدرسہ کے نصاب میں شامل ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے آئندہ آنے والی صدیوں میں درپیش مسائل کو مرتب کر کے امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ زیر تبصرہ نماز کی کتاب برس ہا برس سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا عبدالباقی نقشبندی کو جزائے خیر عطاء فرمائیں جنہوں نے 93 صفحات پر مقدمہ لکھ کر کتاب پر کئے جانے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ اساتذہ کرام کو چاہئے کہ وہ بچوں کو صرف نماز ہی یاد نہ کرائیں بلکہ مسائل بھی یاد کرائیں۔ تاکہ آگے چل کر کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی سعی کو قبول فرما کر نافع خلائق بنائیں۔

نام کتاب : مناجات انبیاء المعروف ردعمۃ الانبیاء فی القرآن

مصنف : حضرت مولانا محمود الحسن محمود

صفحات : 233

قیمت : =/100 صرف

شائع کردہ : مجلس تحقیقات اسلامی 1/F/41 نزد مسجد اسامہ واہ کینٹ

مولانا محمود الحسن کشمیری جامع اشرفیہ لاہور کے نوجوان اساتذہ میں سے ہیں۔ قبل ازیں امریکی

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کی رضاعی والدائیں حضرت حلیمہ سعدیہؓ اور حضرت ثوبیہؓ مسلمان ہوگئی تھیں۔

جواب: حضرت حلیمہ سعدیہؓ یقینی طور پر مسلمان ہوگئی تھیں البتہ حضرت ثوبیہؓ کے بارہ میں اختلاف ہوا ہے۔ ابن اسحٰق کے حوالہ سے شاہ ولی اللہؒ نے صحابیہ قرار دیا ہے۔ (سیرت الرسول ص4)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے اس چچا کا نام کیا تھا جو حضرت ثوبیہؓ کے ساتھ دودھ شریک رضاعی بھائی ہے۔

جواب: حضرت حمزہؓ۔ (تذکرہ الرسول عربی ص17)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے رضاعی والد مکرم کیا مسلمان ہوگئے تھے۔ آپ کے رضاعی بہن بھائیوں کا نام کیا ہے۔

جواب: رضاعی والد مکرم مسلمان ہوگئے تھے نام حارث بن عبدالعزیٰ۔ بھائی عبداللہ جو دودھ شریک تھا۔ حذیفہ 'انیسہ' شیماء' جو آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ (سیرت الرسول ص4'5' قرۃ العیون ص52'53ج1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے پاس کتنا عرصہ رہے۔ اس زمانہ میں کوئی اہم واقعہ۔

جواب: ابن اسحٰق نے وثوق کے ساتھ تقریباً چھ برس بتلائے۔ اس زمانہ میں دو فرشتوں نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس شق کیا۔ (سیرت طیبہ ص18' سیرت النبی ص173ج1' نور الیقین ص7' قرۃ العیون ص54ج1)

ضلع بنوں میں قادیانی خاندان کا قبول اسلام

ضلع بنوں کے گاؤں عظیم کلہ وزیر میں محمد شبلی اور ان کا پورا خاندان جو کہ عرصہ دراز سے مرزائی لاہوری گروپ سے منسلک تھا۔ حضرات علماء کرام کی شب وروز محنت اور دعاؤں سے مرزائی عقیدے سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ محمد شبلی نے کہا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ محمد شبلی ان کے بیٹے، بھتیجے جنہوں نے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر1...... محمد شبلی سربراہ گھرانہ
نمبر2...... محمد قدسی ولد محمد شبلی
نمبر3...... محمد مسلم
نمبر4...... محمد محسن
نمبر5...... محمد اسرائیل
نمبر6...... محمد میکائیل
نمبر7...... محمد یاسین
نمبر8...... عبدالحسن
نمبر9...... ڈاکٹر شمس الہادی
نمبر10...... محمد انیس پسران عبدالباقی

اسی طرح حافظ آباد میں مسمی محمد خالد جاوید بھٹی ولد محمد ظریف بھٹی نے مرزائیت سے تائب ہو کر حافظ عبدالوہاب جالندھری کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ محمد خالد جاوید بھٹی نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو میں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ محمد خالد جاوید بھٹی نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے بعد ہر مدعی نبوت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مصلح موعود سمجھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔

خوشخبری

الحمدللہ! احتساب قادیانیت جلد سوم مصنف مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ جس کی قیمت =/100 علاوہ ڈاک خرچ ہے۔ جو کہ بذریعہ منی آرڈر منگوائی جا سکتی ہے۔ کتاب وی پی نہ ہو گی۔

منگوانے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

نفرت یا محبت

اشتیاق احمد

مرزائیوں کی دکانوں پر' یا ان کے دفتروں میں یا ان کے گھروں میں انگریزی کے یہ الفاظ کسی پٹی پر' لکڑی پر یا فریم میں لکھے نمایاں نظر آتے ہیں۔

LOVE FOR ALL

HATE FOR NONE

ان کا مطلب ہے... محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں۔

ان الفاظ کو یہ لوگ پہچان کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں... مثلاً کوئی مرزائی جب کسی اجنبی سے ملتا ہے... اور یہ الفاظ لکھے پاتا ہے تو فوراً جان لیتا ہے کہ اس کا ملاقاتی بھی مرزائی ہے۔

اب ذرا ان کے اس دعوے کی حقیقت دیکھتے ہیں، کیا ہے... کیا یہ واقعی سب سے محبت کرتے ہیں اور کسی سے نفرت نہیں کرتے... مرزا نے اپنی ایک کتاب "آئینہ کمالات" میں لکھا ہے :

"جو مجھے اور میری کتابوں کو نہیں مانتا، وہ کنجریوں کی اولاد ہے۔"

ان الفاظ سے محبت ٹپک رہی ہے یا نفرت؟

مرزا نے اپنی کتاب نجم الہدیٰ میں لکھا ہے :

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور عورتیں ان کی کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

ان الفاظ سے محبت ٹپک رہی ہے یا نفرت؟

مرزا نے اپنی ایک اور کتاب ایام صلح میں لکھا ہے :

"مولوی انسانوں سے بدتر۔"

ان الفاظ سے محبت ٹپک رہی ہے یا نفرت؟

مرزا نے اپنی کتاب میں مسلمانوں پر ایک ہزار مرتبہ لعنت کا لفظ لکھا یعنی اس کتاب کے قریباً تین صفحات پر صرف لعنت لعنت لکھتا چلا گیا۔

یہ محبت کا اظہار ہے یا شدید ترین نفرت کا؟

آئینہ کمالات میں لکھا :

"کیا تم ہیجڑے ہوا اے جاہلو۔"

پیر مہر علی شاہ صاحب کے بارے میں اعجاز احمدی میں لکھا :

"کذاب"

انوار الاسلام میں لکھا :

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں، اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔"

آپ ہی ذرا انصاف سے بتائیں... یہ نفرت ہے یا محبت؟

شمع ختم نبوّت کے پروانوں کی باتیں

وہ عظیم الشان باتیں

ترتیب و تحقیق
محمد طاہر رزاق

- جو عشق رسولؐ سے مہکتے گلاب ہیں
- جو غیرت رسولؐ کے روشن چراغ ہیں
- جو فنافی الرسولؐ کے انمٹ نشان ہیں
- جو شہدائے ختم نبوتؐ کے خون سے لکھی گئی درخشاں تاریخ ہیں......
- جن سے ایمان اجالے اور جذبے اچھالے جاتے ہیں......
- جن سے مسلمانوں کی نوخیز نسل اپنے بہادر اسلاف کے ایمانی کارناموں سے آشنا ہوتی ہے۔
- جن کے پڑھنے سے ایک عام مسلمان قادیانیت کے خلاف شمشیر بکف مجاہد بن جاتا ہے۔
- جن کا مطالعہ مجاہد ساز اور قادیانیت سوز ہے۔

پڑھیے ـــ اور تحفظِ ختمِ نبوّت کیلیے آگے بڑھیے

بہترین کاغذ، اعلیٰ پرنٹنگ، چہار رنگا خوب صورت ٹائٹل،

صفحات: 208 قیمت:-/80روپے، مجاہدین ختم نبوت کیلئے خصوصی رعایت

عالمی مجلسِ تحفظِ ختم نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

احتساب قادیانیت جلد سوم

مجموعہ رسائل مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

مراق مرزا | عمر مرزا | اختلافات مرزا | بشارت احمد ﷺ

نزول مسیح علیہ السلام | سلسلہ بہائیہ وفرقہ مرزائیہ | مرزائیت کی تردید بطرز جدید

عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا' مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی

مرزائیت میں یہودیت و نصرانیت | مرزا قادیانی نبی نہ (ایک مناظرہ)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں | حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ

مرزا قادیانی کی کہانی! مرزا اور مرزائیوں کی زبانی

مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان

مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں | معجزہ اور مسمریزم میں فرق

سنت اللہ کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ | انجیل برناباس اور حیات مسیح

حضرت عیسیٰ کا رفع اور آمد ثانی ابن تیمیہ کی زبانی' مرزا کی کذب بیانی

صفحات 544 طباعت وکاغذ عمدہ' کمپیوٹر کتابت' رنگین ٹائٹل' قیمت صرف =/100 روپے

ملنے کا پتہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان